# دعوت و عزیمت

مغل شہنشاہ جہانگیر کو سجدۂ تعظیمی نہ کرنے کی پاداش میں امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا گیا جو کہ باغیوں، قاتلوں، ڈاکوؤں اور سنگین جرائم کے مجرموں کا قید خانہ تھا۔ شہزادۂ خرم جو بعد کو شاہجہاں کے نام سے ہندوستان کا شہنشاہ بنا، وہ شیخ کا معتقد تھا۔ اسے اس بات کا بڑا قلق تھا کہ شیخ کو بلا کسی جرم کے سزا دی گئی ہے لیکن باپ سے سفارش کا حوصلہ بھی نہیں تھا۔ اس نے (ملاّ) شیخ عبدالرحمٰن سے مشورہ کیا فقیہ نے کہا کہ فقہ کے تحت یہ گنجائش ہے اگر کوئی شخص بطور اضطرار کوئی ایسا کام کرلے جس کی شریعت میں ممانعت ہے تو وہ گنہگار نہیں ٹھہرے گا۔ چونکہ اس نے یہ کام اپنی مرضی سے نہیں بلکہ جبر و اضطرار کے تحت کیا ہے۔ فقہ کی اصطلاح میں اسے رخصت کہا جاتا ہے۔ شہزادہ خرم نے فقیہ سے کہا کہ وہ گوالیار جاکر شیخ سے ملیں اور انہیں بطور اضطرار بادشاہ کو سجدہ کرنے پر آمادہ کریں تاکہ وہ بادشاہ سے ان کی رہائی کی سفارش کر سکے۔ شیخ عبدالرحمٰن فقہ کی چند اہم کتابیں لے کر گوالیار کے قلعہ میں امام ربانی سے ملے اور انہیں فقہ میں دی گئی رخصت کے تحت بادشاہ کو سجدۂ تعظیمی کی تلقین کی۔ شیخ گرامی مرتبت نے فقیہ کی بات سن کر ایک مختصر جملہ کہا جو عزیمت کی تاریخ میں مینارۂ نور کی طرح روشن ہے۔ امام عالی مقام نے فرمایا: ''عزیمت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کیا جائے۔''

ابن احمد نقوی

درس حدیث

# آلات موسیقی اوراس کی حرمت

محمداظہرمدنی

عن ابی مالک الاشعری رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: ”لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر، والحریر، والخمر، والمعازف“(رواہ البخاری:۵۵۹۰)

**ترجمہ**: حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ میری امت میں ایسے لوگ ضرورآئیں گے جو زنا، ریشم کالباس، شراب اورآلات موسیقی کوحلال تصورکرلیں گے۔

**تشریح**: مسلم شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشادفرمایاتھا”بدء الاسلام غریبا وسیعود غریبا کما بداء فطوبیٰ للغرباء“جوں جوں وقت گزرتا جارہاہے ہم عہدرسالت مآب سے دوراور قیامت سے قریب ہوتے جارہے ہیں،اور دین کی اجنبیت میں اضافہ ہوتا جارہاہے،اورلمحہ بہ لمحہ دینی شناخت، اسلامی شعائرکھوتے جارہے ہیں، غیروں کی تقلید میں اس طرح مگن اورمست ہوگئے ہیں کہ حلت وحرمت کی بھی پرواہ نہیں رہی۔جن چیزوں کوہم نے پس پشت ڈال دیااوردین سے اپنے آپ کوبرگشتہ کرلیا انہی میں سے موسیقی کے آلات کی حرمت اورگانے بجانے کی مذمت بھی ہے جوآج ہمارے سماج ومعاشرہ کاایک اٹوٹ حصہ بن گیاہے اس کے بغیر ہماراایک قدم بھی آگے نہیں بڑھتاہے۔اس کے ہم دلدادہ اور پروانہ ہوگئے ہیں۔اس کے بغیر نہ توہماراکھانا ہضم ہوتاہے اورنہ ہماری عقل وصحت ٹھیک رہتی ہے۔اس طرح سے ہم نے اپنے آپ کواس کارسیابنالیاہے کہ ہم اس کوحرام بھی تصورنہیں کرتے۔جبکہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس کی حرمت کااعلان کیاگیاہےاوراس کی سنگینی سے آگاہ کیاگیاہے۔سورہ لقمان کی یہ آیت کریمہ”وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ،وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا،اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ“۔(لقمان:۶)”اوربعض لوگ ایسے بھی ہیں جولغوباتوں کومول لیتے ہیں کہ بےعلمی کے ساتھ لوگوں کواللہ کی راہ میں بہکائیں اورہنسی بنائیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسواکرنے والاعذاب ہے“۔

اس آیت میں لھوالحدیث سے مرادوہ تمام چیزیں ہیں جواللہ سے دورکرنے اوراس کے ذکرسے غافل کرنے والی ہیں اورانہیں میں سے موسیقی کے آلات اورگانا بجاناہے جیساکہ صحابہ کرام میں حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ،عبداللہ ابن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم،تابعین عظام میں حضرت مجاہدالمکی، عکرمہ رحمہمااللہ اورائمہ کرام کی ایک بڑی جماعت نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ذکرکیاہے۔

حضرت امام جریرطبریؒ وغیرہ نے”لھو الحدیث“ کی تفسیر گاناگانے،گانے بجانے اورموسیقی کوہی لیاہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں پیشین گوئی فرمائی ہے اوروعید شدید سنائی ہے۔حضرت سہل بن سعدرضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایاکہ قرب قیامت لوگوں کوزمین میں دھنسایاجائے گا،ان پرپتھروں کی برکھابرسائی جائے گی اوران کی شکلوں کوبگاڑدیاجائیگا۔پوچھاگیااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کب ہوگا۔تو آپﷺ نے ارشادفرمایاکہ جب موسیقی کے آلات جگہ جگہ عام ہوجائیں گے،گانے والیاں ہرجگہ پھیل جائیں گی اورشراب کوحلال سمجھاجانے لگے گا۔اوردوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوقسم کی آوازوں کوملعون قراردیاہے۔ایک وہ گانے بجانے کی آوازجوخوشی کے وقت بجائی جاتی ہے دوسری رونے کی آوازجومصیبت کے وقت ہوتی ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:”ان الله حرم علیکم الخمر والمیسرو الکوبة، وقال: وکل مسکر حرام“اللہ تعالیٰ نے شراب،جوااورڈھول بجانے کوتم پرحرام کردیاہےاورنبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ ہرنشہ آورچیزحرام ہےاورایک دوسری حدیث میں ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ یقیناً شراب پئیں گےاورشراب کانام کچھ رکھ دیں گےان کے سروں پرموسیقی کے آلات بجائیں گےاورگانے والیاں گائیں گی۔”یخسف الله بهم الارض و یجعل منهم القردة والخنازیر“اوراللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسادےگااورانہیں میں سے کچھ لوگوں کوبندراورسوربنادےگا۔

مذکورہ تمام احادیث سے موسیقی کےآلات کی حرمت اورگانے بجانے کی مذمت عیاں ہے۔اس کی بڑی وعید ہےاورپیشین گوئی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ گانے بجانے والوں کو،شراب پینے والوں کو،موسیقی کےآلات کااہتمام کرنے والوں کوزمین میں دھنسادےگا۔ان کےاوپرپتھر برسائے جائیں گےان کی شکلوں کومسخ کردیاجائے گا۔ان تمام ترپیشین گوئیوں،وعیدوں اورلعنت کےباوجودلوگ ان حرام کاموں میں صرف مشغول ومدہوش ہی نہیں بلکہ نت نئے طریقوں سے ان کو پروان چڑھایاجارہاہے۔موٹی موٹی رقمیں ایسے کاموں کے لیے مختص کی جارہی ہیں۔حدتویہ ہے کہ اب کوئی ایسی محفل نہیں جہاں گانے بجانے اورموسیقی کےآلات کااہتمام نہ ہوتاہو،گھروں،ہوٹلوں،گاڑیوں،بس اڈوں،ہوائی جہازوں،شاپنگ مول،روڈاورچوک چوراہوں پریہاں تک کہ بعض ان محافل میں بھی اس طرح کےخرافات دیکھنےکوملتے ہیں جس کودین کے نام پرسجایااورمنعقدکیاجاتاہے۔اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ ہم تمام مسلمانوں کواس بڑھتی اورپھیلتی وباسے محفوظ رکھے، جس کے انگاروں سے موجودہ الکٹرانک دورمیں بچ بچاکےنکل جانابہت آسان کام نہیں ہے۔اس لیے رب کی توفیق خاص فضل وکرم کے متمنی ہیں کہ وہ اپنامطیع وفرمابرداربندہ بنادےاورہم لوگوں کاحشرونشرانبیاء،صلحاء،صدیقین،شہداءکےساتھ فرمائے۔آمین۔وصلی الله علی نبینا محمد وسلم تسلیما کثیرا.

☆☆☆

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی
نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا طہٰ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی

## اس شمارے میں

| | |
|---|---|
| درس حدیث | ۲ |
| اداریہ | ۳ |
| شریعت اسلامیہ میں ہر طرح کا سجدہ صرف اللہ کا حق ہے | ۶ |
| انسانیت کے تحفظ میں علماء کی ذمہ داریاں | ۱۱ |
| اللہ کی پکڑ | ۱۵ |
| نفل روزے فضائل، مسائل واحکام | ۱۸ |
| آسیب زدگی، اسباب، بچاؤ وعلاج | ۲۲ |
| اصلاح معاشرہ میں صحابیات کا کردار | ۲۶ |
| مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز | ۳۰ |
| جماعتی خبریں | ۳۰ |

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

| | |
|---|---|
| سالانہ | ۱۵۰/روپے |
| فی شمارہ | ۷/روپے |
| پاکستان | ۵۰۰/روپے |

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

# کثرت میں وحدت کی ضرورت

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں بڑی وسعت اور خیر و بھلائی رکھ چھوڑی ہے۔ آسمان بنایا تو کئی عدد بنائے اور بہت بڑے بنائے اور ان میں بے شمار دیگر بڑی بڑی مخلوقات بھی بنادیں جو اپنی بڑائی، حجم اور وسعت و قیمت کے اعتبار سے بیحد عظیم وعریض ہیں۔ زمین بنائی تو اسے بھی کم بڑا نہیں بنایا۔ چاند وسورج کی وسعتوں اور پھیلاؤ کا کیا کہنا! دریا، سمندر، فضائیں اور ہوائیں اللہ کی کسی بھی مخلوق پر غور کیجئے! سمندری جانوروں میں مچھلیوں اور دیگر مخلوقات کا کوئی شمار وقطار انسانی ذہن ودماغ میں کیونکر سما سکتا ہے۔؟!

زمین پر بسنے والی مخلوقات کا بھی اندازہ کرنا انسانوں کے بس کا روگ نہیں ہے۔ انسانوں کا سلسلہ جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوا آج تک بڑھتا ہی جارہا ہے۔ اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ کس کے بس کی بات ہے کہ انہیں شمار کرلے جائے؟ فرشتوں اور جنات کا معاملہ اس سے کم گمبھیر وکثیر نہیں ہے۔ ''وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ، وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ'' (المدثر:۳۱) ''تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، یہ تو کل بنی آدم کے لیے سراسر پند ونصیحت ہے''۔؟ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حال بھی یہی ہے۔ اس کے خزانے میں کبھی کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی اور نہ انسان اسے گن سکتا ہے۔ ''وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا'' (النحل:۱۸) ''اللہ کی نعمتوں کو گننا تو انسان کے لیے ممکن ہی نہیں ہے''۔

اسی طرح اشیاء میں انواع واقسام کا ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ پر شاہد عدل اور بین ثبوت ہے۔ اشیاء کی بوقلمونی، تنوع اور اختلاف بھی مظاہر قدرت میں سے ہے اور بہت غور سے دیکھیں تو یہ قدرت کی کاریگری کے ساتھ ایک دوسرے کی تکمیل وتجمیل، تحسین وتصدیق، تقویت وتائید اور تسکین کے لیے ہے نہ کہ تردید وتکذیب، تفتیت وتثلیث اور تنکر وتحیر کے لیے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دو متضاد دو دو مختلف چیزوں کا اکٹھا ہونا محال ہے مگر انسان نے جب ان دونوں کو ایک دوسرے کی تکمیل واجتماع کی ٹھان لی تو وہ دونوں اس اتفاق واتحاد سے ایک دوسری خوبصورت روشن اور پائیدار وطاقتور چیز کے مولد وموجد ہوگئے۔ یقین نہ ہو تو آگ اور پانی کو جمع کرکے دیکھ لیں، اس سے کتنی اچھی اور سچی چیز بجلی پیدا ہوجاتی ہے۔ زمین میں نرمی نہ ہو تو دھوپ کی تپش دانے کو روئیدگی نہیں بخش سکتی، اسی طرح نمی تو ہو لیکن حرارت کا فقدان ہو تب بھی دانا

پھٹ کر کونپل کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ ہر چیز ایک دوسرے کی تکمیل وتقویت کے لیے ہے۔ ہماری کوتاہی اور کم فہمی یا غلط فہمی کی وجہ سے یہ اختلاف رنگ و بو مخالفت ومخاصمت اور بسا اوقات عداوت ونفرت اور پھر ہلاکت تک پہنچ جاتا ہے۔ اور انسان کی یہی بھاری غلطی گناہ ومعصیت کہلاتی ہے۔ کیونکہ اس سے بڑی معصیت اور کیا ہوسکتی ہے کہ جو چیز ہماری تصدیق وتائید اور تقویت کے لیے بنائی گئی تھی ہم نے اسے اپنا دشمن بنالیا۔ کبھی آپ نے کوئی ایسا چمن دیکھا ہے جو واقعی چمن کہلانے کے لائق ہو اور اس میں اختلاف رنگ و بو نہ ہو۔؟ اس لیے کثرت میں وحدت کی ضرورت ہمیشہ محسوس کی گئی ہے۔

گلہائے رنگارنگ سے ہے زینت چمن
اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

لیکن اس سب کے باوجود آج مختلف سطحوں پر دنیا، ملک اور سماج میں انسانوں کا جو رویہ ہے وہ اس رنگ میں بھنگ ڈالنے اور اس زیبائش کو سبوتاژ کرنے والا ہے۔ کہیں رنگ ونسل کے نام پر جھگڑا ہے تو کہیں ذات برادری کے نام پر تصادم، کہیں جغرافیائی کشمکش ہے تو کہیں مذہب وفرقہ کے نام پر چپقلش۔ حد تو اس وقت ہوجاتی ہے جب ایک ہی فرقہ، ایک ہی نسل ایک ہی برادری، ایک ہی مذہب حتی کہ ایک ہی مسلک کے لوگ آپس میں برسرپیکار و دست و گریباں نظر آتے ہیں۔ نفرت وعداوت، جور وظلم، عدوان وطغیان، ناانصافی و حق تلفی اور دست درازی کا عفریت ہے کہ بے ہنگم رقص کناں ہے اور الفت و محبت، رحمت و رأفت، ایثار و قربانی اور خیر خواہی وخیر سگالی کے جذبات واحساسات دھیرے دھیرے مدھم ہی نہیں بلکہ ختم ہوتے جارہے ہیں۔ حالانکہ آج جن چیزوں کو اختلاف وانتشار اور امتیاز کی وجہ اور بنیاد بنایا جارہا ہے وہ تو در اصل اتحاد واتفاق اور الفت ویگانگت پیدا کرنے کے لیے تھیں اور ایک دوسرے کو جوڑنے اور ایک دوسرے کی تحسین وتکمیل کے لیے بنائی گئی تھیں کہ ایک اللہ کے بندے اور ایک آدم وحوا کی اولاد آپس میں مل جل کر رہیں اور ان کے اندر کسی طرح کا بھید بھاؤ، تناؤ، چپقلش اور تفرقہ نہ درآنے پائے۔ ''یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا، اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ، اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ'' (الحجرات:۱۳) ''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور اس لیے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو تمہارے کنبے اور قبیلے بنادیے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے''۔

یہ قبیلے اور برادریاں تو صرف باہم تعارف اور اتحاد ویگانگت اور ایک کو دوسرے سے قریب لانے کے لیے بنائی گئی تھیں۔ ''الا رواح جنود مجندة ما تعارف منها ائتلف'' (صحیح بخاری) ''تمام روحیں باہم مجتمع تھیں جن کا تعارف تھا ان میں الفت ہوگئی اور جو اجنبی تھیں وہ مختلف رہیں''۔ ورنہ سب کے سب ایک ہی اللہ کے بندے ہیں جو ساری کائنات کا پالنہار و پروردگار ہے۔ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ''۔ ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے'' (الفاتحہ:۱) اور سب ایک ہی جوڑے سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور اس جوڑے کی تکمیل بھی اسی کی جنس سے کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان ہی کی بائیں پسلی سے حضرت حوا کی تخلیق فرمائی۔ ''یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً، وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ، اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا''۔ (النساء:۱) ''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کرکے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے''۔

یہ اور ان جیسی دیگر روشن تعلیمات وتلقینات کے باوجود اگر انسانوں کے اندر دوری، منافرت اور اختلاف وانتشار موجود ہے تو اس کی وجوہات کا پتہ لگا کر ان کا خاتمہ کرنا چاہئے اور اب تک کے تجربات کی روشنی میں وہ وجوہات قصور علم، قصور فہم اور قصور عمل کے سوا اور کیا ہوسکتی ہیں۔؟

قصور علم کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اس بات کا علم وادراک ہی نہیں ہے کہ ہماری اصل کیا ہے۔ ہماری ڈیوٹی کیا ہے اور اسلام نے ابنائے نوع انسانی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے کیا اصول وآداب بتائے اور کیا تعلیمات دی ہیں۔ اگر کسی درجہ میں علم ہے بھی تو وہ ناقص ہے۔ اسی طرح قصور علم کے ساتھ ساتھ فہم وادراک کی بھی کمی ہے اور اس فہم وادراک کی کمی نے اختلاف وانتشار کو بڑھاوا دینے میں کلیدی رول ادا کیا ہے۔ ہم نے سمجھا ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جوڑے سے حضرت انسان کو کیوں پیدا کیا اور اسے قبیلے اور کنبے میں کیوں تقسیم کیا۔؟ ہم نے تو اولاً سمجھا ہی نہیں اور اگر سمجھا بھی تو الٹا سمجھا۔ الگ الگ قبیلے بنانے کا مقصد تعارف وتآلف تھا نہ کہ امتیاز وتنافر۔ ٹھیک اسی طرح کہ ایک باپ کی متعدد اولاد ہوتی اور وہ سب کے الگ الگ نام رکھتا ہے۔ ناموں کے اختلاف سے محبت کا بٹوارا نہیں ہوجاتا ہے۔ لیکن ہم قبائل وشعوب کی درجہ بندی کو محبت والفت کے بجائے اختلاف ومنافرت کی بنیاد بنا کر الگ الگ مذاہب ومسالک اور اقوام وملل کے نام پر نفرت وعداوت کی کاشت کرنے لگے، اور

اپنے اس قصور فہم وادراک کے مطابق اپنا رویہ متعین کر کے آگے بڑھنے لگے۔ جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک جوڑے سے حضرت انسان کی تخلیق کر کے اپنا یہ منشا بتا دیا تھا کہ سب آپس میں مل جل کر رہیں۔ بھائی بھائی بن کر زندگی گزاریں۔ ایک دوسرے کے دکھ درد میں کام آئیں۔ اپنے بھائیوں کے حقوق ادا کریں اور کہیں کسی کی حق تلفی ہو رہی ہو تو اس کو حقوق دلانے کے لیے اپنی ہستی تک مٹا دینے میں بھی دریغ نہ کریں۔ یہی حسن ہے، یہی زیبائش ہے اور یہی جمال ہے بنی نوع انسانی کا اور معاصر دنیا کا۔ لیکن ایسا ہوا نہیں، ہم نے اپنی اصل ڈیوٹی کو یا تو سمجھا نہیں اور اگر سمجھا بھی تو اس سے دامن بچانے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ اور اس عافیت کوشی کو جواز فراہم کرنے کے لیے ہم نے دوسرے مذاہب ومسالک اور افکار ونظریات کے حامل لوگوں کو اپنا بھائی سمجھنے اور ان کے ساتھ محبت وہمدردی کا معاملہ کرنے کے بجائے اپنا باغی اور دشمن سمجھ لیا بلکہ دشمن بنا لیا۔ اور اس طرح اپنی تخلیقی ومنصبی ذمہ داری سے بہ کمال ہوشیاری سبک دوش ہوگئے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی دو مذاہب ومسالک اور دو زبانوں اور نسلوں کے درمیان لڑائی ہوتی تھی۔ اب ایک ہی مسلک کے ماننے والوں، ایک ہی زبان بولنے والوں، ایک ہی قبیلہ وکنبہ میں رہنے والوں اور ایک ہی ماں باپ کی اولاد کے درمیان نفرت وعداوت کی جنگ جاری ہے۔ حالانکہ اس حوالے سے جاننے، سمجھنے اور برتنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کا اسوہ ہمارے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے کفار کی طرف سے ہر طرح کی نفرت وعداوت اور ظلم وزیادتی روا رکھے جانے کے باوجود ان کو اپنا دشمن نہیں مانا اور نہ ہی ان سے نفرت وعداوت رکھی بلکہ آپ ہمیشہ ان کے خیر خواہ بنے رہے۔ ان کی ہدایت کے لیے کوشاں رہے اور ان کی بھلائی کے کاموں میں آگے آگے رہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دشمن کے خانے میں ڈال دیا ہوتا اور ان کو اخوت وبھائی چارہ کا پیغام نہ سنایا ہوتا تو اسلام کا چراغ نعوذ باللہ رفتہ رفتہ بجھ جاتا اور آج وہ آفتاب عالمتاب کی شکل میں ظاہر نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام، سلف صالحین، اماماں دین، صلحاء امت بھی اسی منہج اور طریقہ پر گامزن رہے۔ انہوں نے اپنے مخالفین کو اپنا دشمن نہیں سمجھا بلکہ ان کو دوست سمجھ کر ان کے ساتھ بھلائی وخیر خواہی کا معاملہ کیا۔ ان کے اختلافات کو گوارا کیا۔ ہر کسی کے وجود کو برداشت کر کے ان کی بھلائی وخیر خواہی کے کاموں میں لگے رہے۔ آج اسی منہج وروش پر گامزن ہونے کی ضرورت ہے۔ اگر ایسا ہو گیا تو یقیناً ہر طرح کی منافرت مٹ جائے گی۔ نفرت وعداوت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لوگ ایک دوسرے کے قریب آئیں گے تو یقیناً دل سے دل ملے گا۔ اور اس طرح کثرت میں وحدت کا خوشنما منظر مشاہدہ میں آئے گا اور سارے انسان گلہائے رنگارنگ کی طرح زینت چمن بن جائیں گے۔

لیکن المیہ یہ ہے کہ ہم تقسیم در تقسیم اور تفریق در تفریق کے اس قدر خوگر ہو گئے ہیں کہ اس کے بغیر چین نہیں آتا۔ پہلے مخلوقات کا بٹوارا کیا۔ پھر انسانی بھائی چارہ کو پارہ پارہ کیا۔ پھر اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (الحجرات:۱۰) "(یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں" کی بنیان مرصوص کو ڈھایا، بعد ازاں مذہبوں اور مسلکوں میں بٹے اور اس پر مستزاد یہ کہ اللہ کے بندوں کے درمیان تفریق در تفریق کا یہ لامتناہی سلسلہ ہے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہا۔ گویا کہ یہی ہمارا نصب العین اور مقصد تخلیق ہو۔ اور ان ساری تفریقات ونفرت انگیزیوں کو کبھی قومیت کے نام پر، کبھی ملت کے نام پر، کبھی تحفظ حقوق کے نام پر، کبھی خدمت انسانیت کے نام پر تو کبھی دین وشریعت کے نفاذ اور اللہ کی خوشنودی کے حصول کے نام پر روا رکھا جا رہا ہے اور اصلاح کے نام پر فساد، بناؤ کے نام پر بگاڑ، تعمیر کے نام پر تخریب کو ہوا دیکر "ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاس" (الروم:۴۱) "خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا"۔ کی ناخوش گوار صورت حال پیدا کی جا رہی ہے۔

اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنے رویے میں تبدیلی لائیں، قرآن وسنت میں جو انسانیت ومسلمانیت کی تعبیر وتشریح اور تعلیم ہے اس کو پیش نظر رکھیں، اخوت وبھائی چارہ کو فروغ دیں۔ ہر طرح کی تفریقات کو مٹائیں، ہر طرح کی عنصریت وعصبیت اور امتیازات کو ختم کرنے کا عزم کریں۔ ٹھوکریں کھانے کے بعد سنبھلنے کا ہنر سیکھیں۔

سرخرو ہوتا ہے انسان ٹھوکریں کھانے کے بعد

تلافی مافات کے لیے سرگرم ہو جائیں، ناامیدی چھوڑیں، شاہراہ امید پر گامزن ہو جائیں، اللہ کی رحمت وسیع ہے۔ وہ آواز دے رہی ہے: "قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا، اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم" (الزمر۵۳) "(میری جانب سے) کہہ دو اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے"۔

"یا ابن آدم انک لو اتیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک بہ شیا لاتیتک بقرابھا مغفرۃ" (ترمذی) "اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین بھر گناہوں کے ساتھ میرے پاس آئے پھر مجھ سے اس حال میں ملے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو میں تیرے پاس زمین بھر مغفرت لے کر آؤں گا"۔

☆☆☆

# شریعتِ اسلامیہ میں ہر طرح کا سجدہ صرف اللہ کا حق ہے

ڈاکٹر امان اللہ محمد اسماعیل مدنی
مدرس مسجد نبوی شریف

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا الكريم، وعلى آله وصحبه الطيبين، وبعد:

سجدہ حقِ الٰہی کے ساتھ ساتھ ایک عظیم عبادت ہے، جو رب کائنات کو بے حد محبوب ہے، اس میں بندہ انتہائی عاجزی وانکساری کے ساتھ مکمل طور پر اپنے آپ کو رب کے حوالے کر دیتا ہے۔

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں سجدہ اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے، اللہ تعالی نے قرآن کریم کے اندر متعدد مقامات پر صرف اور صرف اپنے ہی سجدے کا حکم دیا ہے، ذیل میں چند آیتیں ملاحظہ فرمائیں:

۱- اللہ تعالی کا فرمان ہے: فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا [النجم:۶۲]۔

ترجمہ: اللہ ہی کا سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔

۲- اللہ تعالی کا فرمان ہے: وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا [الفرقان:۶۰]۔

ترجمہ: جب ان سے کہا جاتا ہے رحمان کا سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں رحمان کیا ہے؟ کیا ہم اس کا سجدہ کریں جس کا تو نے ہمیں حکم دیتا ہے؟۔

۳- اللہ تعالی کا فرمان ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [الحج:۷۷]۔

ترجمہ: اے ایمان والو! رکوع کرو، سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو، اور بھلائی کا کام کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

۴- اللہ تعالی کا فرمان ہے: وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا [الانسان:۲۶]۔

ترجمہ: رات کے کچھ حصے میں اس کا سجدہ کریں اور رات گئے تک اسی کی تسبیح بیان کریں۔

۵- اللہ تعالی کا فرمان ہے: كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ [العلق:۱۹]۔

ترجمہ: ہرگز آپ اس کی اطاعت نہ کریں، اور اللہ کا سجدہ کریں اور اس سے قریب ہو جائیں۔

۶- اللہ تعالی نے ان لوگوں کی مدح سرائی فرمائی ہے جو اللہ کا سجدہ کرتے ہیں، اللہ تعالی کا فرمان ہے: لَيْسُوا سَوَاءً مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ [آل عمران:۱۱۳]۔

ترجمہ: سب برابر نہیں ہیں، اہل کتاب میں سے ایک گروہ حق پر قائم ہے، وہ رات میں تلاوت کرتے ہیں اور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

ان تمام آیتوں میں اللہ تعالی نے صرف اور صرف اپنے ہی سجدے کا حکم دیا ہے، اس لئے ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ صرف اللہ ہی کا سجدہ کرے، اور قطعا اللہ کے علاوہ کسی کے سامنے اپنا سر نہ جھکائے۔

علاوہ ازیں اللہ تعالی نے غیر اللہ کے سجدے کو حرام قرار دیتے ہوئے اس سے منع فرمایا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ [فصلت:۳۷]۔

ترجمہ: نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو، بلکہ اللہ کو سجدہ کرو اگر تم لوگ حقیقت میں اسی کی عبادت کرتے ہو جس نے ان چیزوں کو پیدا فرمایا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالی نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جو غیر اللہ کا سجدہ کرتے ہیں، اللہ تعالی کا فرمان ہے: وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ [النمل:۲۴]۔

ترجمہ: میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ وہ اللہ کے علاوہ دوسروں کا سجدہ کرتے ہیں، اور شیطان نے ان کے اعمال کو مزین کر دیا ہے اور انہیں راہ راست سے روکے رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ ہدایت نہیں پاتے۔

اللہ تعالی مزید فرماتا ہے: وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ [الانشقاق:۲۱]۔ ترجمہ: جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے علاوہ کسی کا سجدہ جائز ودرست نہیں ہے، چاہے وہ نبی ہو یا رسول، پیر ہو یا فقیر، زندہ ہو یا مردہ حتی کے والدین تک کیلیے جھکنا اور ان کا سجدہ کرنا شریعتِ اسلامیہ میں حرام ہے، اور سجدہ کے لائق وہی ہے جو تمام مخلوقات کا خالق ومالک، داتا ومدبر ہے۔ اور یہ خصوصیت صرف مذہب اسلام کی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: "وَأَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى: أَنَّ السُّجُودَ لِغَيْرِ اللَّهِ مُحَرَّمٌ [مجموع الفتاوی ۴/۳۵۸]۔

ترجمہ: مسلمانوں کا اجماع ہے کہ غیر اللہ کا سجدہ کرنا حرام ہے۔

تمام مخلوقات اللہ ہی کا سجدہ کرتی ہیں: قرآن کریم میں متعدد آیتوں میں اللہ

تعالیٰ نے یہ واضح فرمادیا ہے کہ تمام مخلوقات صرف اور صرف اللہ ہی کا سجدہ کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: أَلَم تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الأَرضِ وَالشَّمسُ وَالقَمَرُ وَالنُّجومُ وَالجِبالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيهِ العَذابُ [الحج:۱۸]۔

ترجمہ: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ وہ اللہ ہی کا سجدہ کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اور سورج، چاند، پہاڑ، درخت، چوپائے اور بہت سارے لوگ، اور بہتوں پر عذاب ثابت ہوچکا ہے۔

اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے: وَالنَّجمُ وَالشَّجَرُ يَسجُدانِ [الرحمٰن:۶]۔

ترجمہ: ستارے اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: وَمَعلُومٌ أَنَّ سُجُودَ كُلِّ شَيءٍ بِحَسَبِهِ لَيسَ سُجُودُ هَذِهِ المَخلُوقَاتِ وَضعَ جِباهِهَا عَلَى الأَرضِ " [مجموع الفتاوی ۲۱/۲۸۴]۔

ترجمہ: یہ چیز معلوم ہے کہ ہر چیز کا سجدہ اسی کے اعتبار سے ہے، ان مخلوقات کے سجدے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی پیشانیوں کو زمین پر ہی رکھتے ہیں۔

**کیا غیر اللہ کے لئے کسی قسم کا سجدہ جائز ہے؟** : قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں غیر اللہ کے لئے کسی قسم کا سجدہ حرام ہے، چاہے وہ سجدہ عبادت ہو یا سجدہ تعظیم، لیکن بعض وہ لوگ جن پر شیطان نے اپنا شکنجہ کس رکھا ہے، جو غیر اللہ کے سجدوں کے دلدادہ ہوچکے ہیں، اتنے سارے واضح نصوص کے باوجود یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ غیر اللہ کا سجدہ بطور تعظیم جائز ودرست ہے، اور اپنے اس دعوی کے لئے قرآن کریم کے مندرجہ ذیل دو واقعات سے استدلال کرتے ہیں:

۱-فرشتوں نے آدم علیہ السلام کا سجدہ کیا: کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر یہ واقعہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سجدے کا حکم دیا، اور فرشتوں نے رب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کا سجدہ کیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَإِذ قُلنَا لِلمَلَائِكَةِ اسجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبلِيسَ أَبَىٰ وَاستَكبَرَ وَكَانَ مِنَ الكَافِرِينَ [البقرة:۳۴]۔

ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم کا سجدہ کرو تو سبھوں نے کرلیا سوائے ابلیس کے، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا جس کی وجہ سے وہ کافروں میں سے ہوگیا۔

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَإِذ قُلنَا لِلمَلَائِكَةِ اسجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبلِيسَ كَانَ مِنَ الجِنِّ فَفَسَقَ عَن أَمرِ رَبِّهِ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَولِيَاءَ مِن دُونِي وَهُم لَكُم عَدُوٌّ بِئسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا [الكهف:۵۰]۔

ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سبھوں نے سجدہ کرلیا، وہ جنوں میں سے تھا اس نے اپنے رب کا حکم نہ مانا، تو کیا تم اسے اور اس کی ذریت کو اللہ کے علاوہ دوست بناؤگے، جبکہ وہ تمہارا دشمن ہے، ظالموں کے لئے بہت برا بدلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے: وَإِذ قُلنَا لِلمَلَائِكَةِ اسجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبلِيسَ أَبَىٰ [طه:۱۱۶]۔

ترجمہ: جب ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم کو سجدہ کرو، ابلیس کے علاوہ تمام فرشتوں نے سجدہ کرلیا، اس نے انکار کیا۔

ان تمام آیتوں سے واضح ہوجاتا ہے کہ فرشتوں نے آدم کا سجدہ کیا۔

۲-یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں نے یوسف علیہ السلام کا سجدہ کیا: اسی طرح جو لوگ غیر اللہ کے سجدہ کے جواز کے قائل ہیں وہ یعقوب علیہ السلام اور انکے بیٹوں کا یوسف علیہ السلام کے سجدے سے استدلال کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر یہ ذکر فرمایا کہ یعقوب علیہ السلام اور انکے بیٹوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: إِذ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوكَبًا وَالشَّمسَ وَالقَمَرَ رَأَيتُهُم لِي سَاجِدِينَ [یوسف:۴]۔

ترجمہ: جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے ابا جان! میں نے دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند مجھے سجدہ کررہے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے سجدے سے متعلق فرمایا: وَرَفَعَ أَبَوَيهِ عَلَى العَرشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا وَقَالَ يَا أَبَتِ هَذَا تَأوِيلُ رُؤيَايَ مِن قَبلُ قَد جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا [یوسف:۱۰۰]۔

ترجمہ: اور اس نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بیٹھایا اور سب اس کے آگے سجدہ میں گر گئے، اور یوسف علیہ السلام نے کہا: ابا جان! یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جسے میرے رب نے سچا کردیا ہے۔

قرآن کریم کے ان دو واقعات سے سجدہ تعظیم کے جواز پر استدلال کرنے والوں کے جواب میں یہ کہا جائیگا:

۱-شریعت محمدیہ میں غیر اللہ کا سجدہ کسی بھی اعتبار سے جائز نہیں ہے، چاہے وہ سجدہ تعظیم ہی کیوں نہ ہو۔

۲-غیر اللہ کے سجدہ کے جواز میں جو دو واقعات پیش کئے جاتے ہیں، اس سے مراد سجدہ تعظیم ہے، اور یہ تعظیمی سجدہ گزشتہ قوموں کے لئے جائز تھا، ذیل میں مشہور مفسرین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

امام طبریؒ فرماتے ہیں: قَالَ ابنُ زَيدٍ فِي قَولِهِ: }وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا{ [یوسف:۱۰۰] قَالَ: " قَالَ: »ذَلِكَ السُّجُودُ تَشرِفَةً، كَمَا سَجَدَتِ

الْمَلَائِكَةُ لِآدَمَ تَشْرِفَةً لَيسَ بِسُجُودِ عِبَادَةٍ « وَإِنَّمَا عَنَى مَن ذَكَرَ بِقَولِهِ: إِنَّ السُّجُودَ كَانَ تَحِيَّةً بَينَهُم، أَنَّ ذَلِکَ كَانَ مِنهُم عَلَى الخَلقِ لَا عَلَى وَجهِ العِبَادَةِ مِن بَعضِهِم لِبَعضٍ، وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ ذَلِکَ لَم يَزَل مِن أَخلَاقِ النَّاسِ قَدِيمًا عَلَى غَيرِ وَجهِ العِبَادَةِ مِن بَعضِهِم لِبَعضٍ. [تفسير الطبری ١٢/ ٣٥٦]۔

امام طبری رحمہ اللہ کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام اور انکے بیٹوں کا یوسف علیہ السلام کا سجدہ کرنا تعظیمی سجدہ تھا جیسا کہ فرشتوں نے آدم کا سجدہ بطور تعظیم کیا تھا، یہ سجدہ عبادت نہیں تھا، اور پرانے زمانے میں لوگ ایک دوسرے کو تعظیمی سجدہ کرتے تھے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَقَد كَانَ هَذَا سَائِغًا فِي شَرَائِعِهِم ؛ إِذَا سَلَّمُوا عَلَى الكَبِيرِ يَسجُدُونَ لَهُ، وَلَم يَزَل هَذَا جَائِزًا مِن لَدُن آدَمَ إِلَى شَرِيعَةِ عِيسَى عَلَيهِ السَّلَامُ، فَحُرِّمَ هَذَا فِي هَذِهِ المِلَّةِ، وجُعل السُّجُودُ مُختَصًّا بِجَنَابِ الرَّبِّ سُبحَانَهُ وَتَعَالَى "[تفسیر ابن کثیر ۴/ ۴۱۲]۔

ابن کثیر رحمہ اللہ کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ اس طرح کا سجدہ ان کی شریعت میں جائز تھا، جب وہ بڑوں کو سلام کرتے تو ان کا سجدہ کرتے، یہ چیز آدم علیہ السلام کے زمانے سے عیسی علیہ السلام کے زمانے تک جائز تھی، لیکن اس شریعت میں یہ چیز حرام کردی گئی ہے، اور سجدہ اللہ کے لئے خاص کردیا گیا ہے۔

ان دو مشہور ومعروف مفسرین کے اقوال سے معلوم ہوگیا ہے فرشتوں کا آدم علیہ السلام کا سجدہ کرنا اور یعقوب علیہ السلام اور انکے بیٹوں کا یوسف علیہ السلام کا سجدہ کرنا تعظیمی سجدہ تھا، اور اس طرح کا سجدہ ان کے لئے جائز تھا، البتہ شریعت محمدیہ میں اللہ تعالی کے علاوہ کسی کا بھی سجدہ جائز نہیں ہے، بلکہ حرام ہے، اگرچہ وہ تعظیمی سجدہ ہی کیوں نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " لَا يَصلُحُ لِبَشَرٍ أَن يَسجُدَ لِبَشَرٍ، وَلَو صَلَحَ لِبَشَرٍ أَن يَسجُدَ لِبَشَرٍ، لَأَمَرتُ المَرأَةَ أَن تَسجُدَ لِزَوجِهَا، مِن عِظَمِ حَقِّهِ عَلَيهَا۔[مسند احمد حدیث: ۱۲۶۱۴]۔

ترجمہ: کسی انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی انسان کا سجدہ کرے، اگر کسی انسان کا کسی انسان کیلیے سجدہ جائز ہوتا تو شوہر کے عظیم حق کی وجہ سے صرف عورت کے لئے شوہر کو سجدہ کرنا جائز ہوتا۔

اسی طرح سنن ابن ماجہ میں یہ روایت اس طرح ہے: عَن عَبدِ اللَّهِ بنِ أَبِي أَوفَى، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ مِنَ الشَّامِ سَجَدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: »مَا هَذَا يَا مُعَاذُ؟« قَالَ: أَتَيتُ الشَّامَ فَوَافَقتُهُم يَسجُدُونَ لِأَسَاقِفَتِهِم وَبَطَارِقَتِهِم، فَوَدِدتُ فِي نَفسِي أَن نَفعَلَ ذَلِکَ بِکَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: »فَلَا تَفعَلُوا، فَإِنِّي لَو كُنتُ آمِرًا أَحَدًا أَن يَسجُدَ لِغَيرِ اللَّهِ، لَأَمَرتُ المَرأَةَ أَن تَسجُدَ لِزَوجِهَا « [سنن ابن ماجہ حدیث: ۱۸۵۳، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے]۔

ترجمہ: عبد اللہ بن ابی اوفی سے مروی ہیکہ جب معاذ رضی اللہ عنہ شام سے واپس آئے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ کرلیا، تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے معاذ! یہ تم نے کیا کیا؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے شام میں دیکھا کہ لوگ ان کے پادریوں کا سجدہ کرتے ہیں، تو مجھے خواہش ہوئی کہ میں بھی آپ کا سجدہ کروں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا ہرگز نہ کرنا، اگر میں کسی کو غیر اللہ کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کا سجدہ کرے۔

اب آئیں شریعت اسلامیہ میں اللہ کے لیے ثابت شدہ کچھ اہم اہم سجدوں کا ذکر کرتے ہیں:

**نماز کے اندر سجدہ:** نماز ایک مہتم بالشان عبادت ہے جو خالص اللہ کے لئے ادا کی جاتی ہے، مسائل نماز میں سجدہ کا ایک خاص مقام ہے، بلکہ سجدہ نماز کا رکن ہے۔

جب بندہ نماز میں اللہ تعالی کیلئے سجدہ کرتا ہے تو وہ اللہ تعالی سے بالکل ہی قریب ہوجاتا ہے، عَن أَبِي هُرَيرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ: »أَقرَبُ مَا يَكُونُ العَبدُ مِن رَبِّهِ، وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكثِرُوا الدُّعَاءَ« [صحیح مسلم حدیث: ۴۸۲]۔

ترجمہ: بندہ سجدے کی حالت میں رب سے قریب تر ہو جاتا ہے، اس لئے سجدے میں بکثرت دعا کرو۔

سجدہ کرنے کی کیفیت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے اندر سجدہ کی کیفیت بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں: »أُمِرتُ أَن أَسجُدَ عَلَى سَبعَةِ أَعظُمٍ عَلَى الجَبهَةِ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنفِهِ وَاليَدَينِ وَالرُّكبَتَينِ وَأَطرَافِ القَدَمَينِ« [صحیح بخاری حدیث: ۸۱۲]۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہیکہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، پیشانی اور اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ فرمایا، اور دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنوں اور دونوں پیر کے کناروں پر۔

اس حدیث میں سجدہ کرنے کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے سجدے کی حالت میں بندوں کے اللہ کی قربت کا اندازہ ہوجاتا ہیکہ بندہ جسم کے تمام اہم واشرف اعضاء کو اللہ کے لئے زمین میں ٹیک دیتا ہے، اور مکمل طور پر اللہ کے سامنے اپنی عاجزی اور بے بسی کو اظہار کرتا ہے، لہذا بندے کی عاجزی وانکساری، خضوع وتذلل کو دیکھ کر اللہ تعالی بھی خوش ہوجاتا اور اس سے قریب ہوجاتا ہے۔

**سجدے کی فضیلت:** نماز کی فضیلت کے ساتھ ساتھ نماز کی حالت میں سجدے کی کثرت سے فضیلت وارد ہے:

۱-سجدہ کرنے سے درجات بلند ہوتے ہیں، اور گناہ مٹتے ہیں۔

عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيُّ، قَالَ: لَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِي اللهُ بِهِ الْجَنَّةَ؟ أَوْ قَالَ قُلْتُ: بِأَحَبِّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ، فَسَكَتَ. ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَسَكَتَ. ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: سَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: »عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلّٰهِ، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً، إِلَّا رَفَعَكَ اللهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً« قَالَ مَعْدَانُ: ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِي: مِثْلَ مَا قَالَ لِي: ثَوْبَانُ" [صحیح مسلم حدیث:۴۸۸]۔

ترجمہ: معدان بن ابوطلحہ یعمری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ کے غلام ثوبان سے ہوئی، میں نے ان سے کہا: مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جسے کرکے میں جنتی ہوجاؤں، یا کہا کہ: جو اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل ہو، وہ خاموش رہے، پھر جب میں نے تیسری مرتبہ پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم زیادہ سے زیادہ اللہ کا سجدہ کرو، تم جب بھی اللہ کا سجدہ کروگے تو اللہ تعالی تمہارا درجہ بلند فرمائے گا اور تمہارا گناہ معاف فرمائے گا۔ معدان فرماتے ہیں: پھر میری ملاقات ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے بھی ثوبان ہی کی طرح بیان فرمایا۔

۲۔سجدہ کرنے سے جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرافقت نصیب ہوگی، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي: »سَلْ «فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ: أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ « قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ. قَالَ: »فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ« [صحیح مسلم حدیث: ۴۸۹]۔ترجمہ: ربیعہ بن کعب اسلمی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات گزاری، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضوء کا پانی اور آپ کی ضرورت کی چیزیں لایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوال کرو، میں نے کہا: میں جنت میں آپ کا ساتھ چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور کچھ؟ میں نے کہا: بس یہی چاہئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس معاملہ میں کثرتِ سجود کے ذریعہ میری مدد کرو۔

۳-اللہ کے لئے سجدہ کرنا دخول جنت کا سبب ہے، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي، يَقُولُ: يَا وَيْلَهُ - وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ: يَا وَيْلِي - أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ " [صحیح مسلم حدیث: ۸۱]۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ابن آدم آیتِ سجدہ کی تلاوت کرتے ہوئے سجدہ کرتا ہے تو شیطان اس سے الگ ہوکر رونے لگتا ہے اور کہتا ہے: ہائے میری بربادی! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا تو اس نے سجدہ کیا جس کی وجہ سے اسے جنت نصیب ہوئی، اور مجھے سجدہ کرنے کا حکم ہوا، میں نے سجدہ نہیں کیا جس کی پاداش میں میرے لئے آگ ہے۔

۴-سجدے کی حالت میں ساجد اللہ سے قریب ہوجاتا ہے، اور اس حالت میں کی جانے والی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: »أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ، وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ «[صحیح مسلم حدیث:۴۸۲]۔

ترجمہ: سجدے کی حالت میں بندہ اللہ تعالی سے قریب تر ہوجاتا ہے، اس لئے سجدے کی حالت میں کثرت کے ساتھ دعا کیا کرو۔

چونکہ سجدے کی حالت میں دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سجدے کی حالت میں کثرت کے ساتھ دعائیں ثابت ہیں، لہٰذا آئیں سجدے کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت دعائیں ملاحظہ فرماتے ہیں:

سجدے میں ثابت دعائیں: چونکہ سجدے کی حالت میں دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لمبا سجدہ کرتے اور کثرت کے ساتھ دعائیں کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت دعائیں ملاحظہ فرمائیں:

۱-رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں یہ دعا پڑھتے تھے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: »اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ، وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ « [صحیح مسلم حدیث:۴۸۳]۔

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں یہ دعا پڑھتے »اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ، وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ « : اے اللہ! میرے چھوٹے، بڑے، اول، آخر اور ظاہر و پوشیدہ تمام گناہوں کو معاف فرما۔

۲-عن علی رضی اللہ عنہ: وَإِذَا سَجَدَ، قَالَ: »اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ، وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ « [صحیح مسلم حدیث: ۷۷۱]۔

ترجمہ: حضرت علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں یہ

دعا پڑھتے: »اللهُمَّ لَکَ سَجدتُ، وَبِکَ آمنتُ، وَلَکَ أَسلمتُ، سَجَدَ وَجهِی لِلَّذِی خَلَقَهُ، وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَکَ اللهُ أَحسَنُ الخَالِقِین« اے اللہ! میں تیرے لئے سجدہ کرتا ہوں، تجھ پر ایمان رکھتا ہوں، تیری فرماں برداری کرتا ہوں، میرے چہرے نے اس ذات کا سجدہ کیا جس نے اسے پیدا فرمایا، بہترین شکل عطا فرمائی، اسے سننے اور دیکھنے کا قابل بنایا، اللہ بابرکت ہے سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

٣-عن عَائِشَةَ نَبَّأَتهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ »سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، رَبُّ المَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ« [صحيح مسلم حديث: ٤٨٧]۔

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھتے: " سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، رَبُّ المَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ "ہم تیری تسبیح بیان کرتے ہیں کہ تو ہر برائی سے پاک ہے، تیری تقدیس بیان کرتے ہیں کہ تو ہر عیب سے پاک ہے، تو فرشتوں اور جبریل کا رب ہے۔

٤-عَن عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنهَا، قَالَت: " كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمدِكَ اللَّهُمَّ اغفِر لِي" [صحيح بخاری حديث: ٧٩٤]۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھتے "سُبحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمدِكَ اللَّهُمَّ اغفِر لِي ": اے اللہ! میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں تو ہمارا رب ہے، تیرا حمد بیان کرتا ہوں، اے اللہ! تو مجھے معاف کردے۔

٥- عَن حُذَيفَةَ – فی صفة صلاة النبی صلی الله علیه وسلم– ثُمَّ سَجَدَ، فَقَالَ: »سُبحَانَ رَبِّيَ الأَعلَى« [صحيح مسلم حديث: ٧٧٢]۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے "سبحان ربی الاعلی پڑھتے۔ یعنی میں اپنے بلند و بالا رب کی تسبیح بیان کر رہا ہوں۔

یہاں یہ بات واضح کردینا مناسب ہے کہ یہ تمام ثابت دعائیں سجدے کی حالت میں پڑھی جاسکتی ہیں، اور اس کے علاوہ قرآن وحدیث کی ماثور دعائیں بھی سجدے کی حالت پڑھی جاسکتی ہیں، اور یہ کہنا کہ " سبحان ربی الاعلی " کے علاوہ سجدے کی تمام دعائیں منسوخ ہوگئی ہیں بے تکی اور بلا دلیل ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

سجدہ تلاوت: تلاوت قرآن کریم باعث اجر وثواب عمل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: »من قرأ حرفا من كتاب الله فله به حسنة، والحسنة بعشر أمثالها، لا أقول الم حرف، ولكن ألف حرف ولام حرف وميم حرف« [سنن ترمذی حدیث: ٢٩١٠، شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے]۔

قرآن کریم کی تلاوت کے آداب میں سے ایک اہم ادب یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کے دوران جب ایسی آیت سے گزر ہو جہاں سجدہ کرنا ثابت ہے، اس جگہ اللہ رب العالمین کے لئے سجدہ کرلینا چاہئے، عَن أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: " صَلَّيتُ مَعَ أَبِي هُرَيرَةَ صَلاةَ العَتَمَةِ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّت فَسَجَدَ فِيهَا، فَقُلتُ لَهُ: مَا هَذِهِ السَّجدَةُ؟ فَقَالَ: سَجَدتُ بِهَا خَلفَ أَبِي القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، فَلا أَزَالُ أَسجُدُ بِهَا حَتَّى أَلقَاهُ " وقَالَ ابنُ عَبدِ الأَعلَى: »فَلا أَزَالُ أَسجُدُهَا« [صحيح مسلم حديث: ٥٧٨]۔

ترجمہ: ابورافع کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی، انہوں نے " إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّت " کی قراءت کی اور سجدہ کیا، تو میں نے ان سے کہا: یہ کیسا سجدہ ہے؟ تو انہوں نے کہا: اس جگہ میں نے ابو القاسم کے پیچھے سجدہ کیا ہے اس لئے میں ان سے ملاقات تک سجدہ کرتا رہوں گا۔ ابن عبد الاعلی فرماتے ہیں: میں برابر سجدہ کرتا رہوں گا۔

سجدہ تلاوت کے بارے میں صحیح اور راجح قول یہ ہے کہ سجدہ تلاوت مستحب ومسنون ہے، واجب وضروری نہیں ہے، قَالَ أَبُو بَكرٍ: وَكَانَ رَبِيعَةُ مِن خِيَارِ النَّاسِ، عَمَّا حَضَرَ رَبِيعَةُ مِن عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ، قَرَأَ يَومَ الجُمُعَةِ عَلَى المِنبَرِ بِسُورَةِ النَّحلِ حَتَّى إِذَا جَاءَ السَّجدَةَ نَزَلَ، فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الجُمُعَةُ القَابِلَةُ قَرَأَ بِهَا، حَتَّى إِذَا جَاءَ السَّجدَةَ، قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا نَمُرُّ بِالسُّجُودِ، فَمَن سَجَدَ، فَقَد أَصَابَ، وَمَن لَم يَسجُد، فَلاَ إِثمَ عَلَيهِ، وَلَم يَسجُد عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ« [صحيح بخاری حديث: ١٠٧٧]۔

ترجمہ: ابو بکر فرماتے ہیں: ربیعہ اچھے لوگوں میں سے تھے، ربیعہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر سورہ نحل کی تلاوت فرمائی، جب آیت سجدہ سے گزر ہوا تو منبر سے اترے اور سجدہ تلاوت فرمائے اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا، آئندہ جمعہ کو بھی انہوں نے اس سورت کی تلاوت فرمائی جب آیت سجدہ سے گزر ہوا تو انہوں نے کہا: لوگو! ہم سجدوں کی آیتوں سے گزرتے ہیں، اگر کسی نے سجدہ کیا تو اس نے اچھا کیا، اور اگر کوئی سجدہ نہیں کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، اور عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہیں کیا۔

سجدہ شکر: اللہ تعالی نے ہمیں متنوع قسم کی ان گنت نعمتوں سے نوازا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: وَإِن تَعُدُّوا نِعمَةَ اللَّهِ لَا تُحصُوهَا [ ابراهيم: ٣٤ ]۔

ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔

(بقیہ صفحہ نمبر ١٤ پر)

بموقع ۳۴ ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس

حافظ محمد عبدالصمد عمری مدنی
استاد جامعہ دارالفرقان سعید آباد حیدرآباد للبنات

# انسانیت کے تحفظ میں علماء کی ذمہ داریاں

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده اما بعد:

اسلام انسانوں کو جان، مال، عزت وآبرو، عقل اور دین کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ اسلام کے آنے سے قبل پوری دنیا ضلالت وگمراہی کے تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی، بھائی اپنے ہی سگے بھائی کا جانی دشمن تھا۔ ان حالات میں رسول اللہ ﷺ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا، تو نبی رحمت ﷺ نے انسانوں کو زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھلایا، جو انسان دوسرے انسان کے خون کا پیاسہ تھا اس میں اخوت وبھائی چارگی کی مثال قائم کردیا اور ایثار وقربانی کے ایسے اعلیٰ نمونے رہتی دنیا کے لئے پیش کئے جنہیں دوسری قومیں پیش کرنے سے عاجز ہیں۔

ا۔ اے امت محمدیہ کے پرستارو! اسلام ہی وہ آفاقی مذہب ہے جو ذات پات سے اوپر اٹھ کر پوری انسانیت کے بارے میں فکر کرتا ہے۔ قرآن حکیم نے اعلان کیا۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْفَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (المائدہ:۳۲)

جس نے کسی ایک معصوم جان کو قتل کیا، گویا وہ پوری انسانیت کا قاتل ہے۔ اور جس نے کسی ایک معصوم جان کی حفاظت کی اس نے گویا پوری انسانیت کی حفاظت کی۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کو رحمتوں سے لبریز تحفظ انسانیت کے اصول وضوابط سے عرفہ کے دن آگاہ کیا، کہا: فان دماء کم، وأموالکم وأعراضکم حرام کحرمة یومکم هذا، فی شهرکم هذا، فی بلدکم هذا (رواه البخاری فی کتاب الفتن)

پس بیشک تمہارے خون اور مال، عزت وآبرو تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے آج کا دن تمہارے اس مہینہ میں اور تمہارے اس شہر میں (حرمت والا ہے)

مگر دور حاضر میں انسان کی قدر وقیمت جانور سے بھی زیادہ گھٹ چکی ہے نہ اس کا مال محفوظ ہے نہ اس کی جان، نہ اس کی عزت وآبرو نہ اس کی عقل اور نہ ہی اس کا دین، انسانوں کا خون بہانا نہایت ہی آسان ہو چکا ہے۔

حکمرانوں کی آپسی جنگ وجدال میں معصوم عوام گولیوں اور توپوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو رہی ہیں۔ خواتین کی عصمت تارتار ہو رہی ہے۔ کئی مسلم ممالک میں مسلمان ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں، وہاں سے اسلام اور مسلمانوں کا صفایا کرنے کی پلاننگ شیطان صفت انسان کر رہے ہیں۔ حالیہ واقعات ملک شام، یمن، فلسطین، عراق وغیرہ کسی بھی ہوشمند انسان سے مخفی نہیں۔ ہر دن لاکھوں جانیں تلف ہو رہی ہیں۔

ماضی قریب میں برما کے مسلمانوں پر جو ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے کہ شیطان بھی شرما گیا۔ ان نہتے مسلمانوں مرد، عورتوں اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو آگ میں ایک دوسرے کے سامنے جلایا گیا، جانوروں کی طرح ان کو چاقوؤں اور تلواروں سے ذبح کیا گیا، ایک بڑی جماعت کو خندق کھود کر زندہ دفنایا گیا، ان کو جلاوطن کیا گیا، یہ سب سزائیں محض ان کے مسلمان ہونے کے جرم میں دی گئیں، ان کی گردنوں میں رسیاں ڈال کر گلیوں اور شاہراہوں پر گھسیٹا گیا، سابقین اولین کے جانباز صحابہ حضرت بلال، سمیہ، عمار بن یاسر، خباب بن ارت، عثمان بن عفان اور زنیرہ رضی اللہ عنہم پر ڈھائے گئے ظلم وستم کی مثال دہرائی گئی۔

ایسے پرآشوب اور پرفتن دور میں ان برائیوں اور ظلم وستم کے سدباب اور بندوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے علماء کرام کی ذمہ داریاں پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہیں کیونکہ علماء کرام انبیاء علیہم السلام کے وارثین ہیں۔ لہٰذا ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے نبی ﷺ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں ایسا لائحہ عمل تیار کریں کہ ساری انسانیت کی دنیا وآخرت سنور سکے۔

علماء دین کی ذمہ داریاں انسانیت کے تحفظ میں انگنت وبے شمار ہیں جن میں سے اہم حسب ذیل ہیں۔

**(۱) امر بالمعروف ونهی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا**

اللہ کے بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر خالق حقیقی کی عبادت وبندگی کی دعوت دینا، انہیں شرک وکفر کی تاریکیوں سے نور توحید سے روشناس کرانا علماء کا اہم ترین فریضہ ہے، اس کے بعد بقیہ ارکان اسلام کے احکام ومسائل کی وضاحت کریں۔

چنانچہ انبیاء علیہم السلام کی منہج دعوت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بھٹکی ہوئی اقوام کی اصلاح وتحفظ کا آغاز توحید باری تعالیٰ ہی سے کیا تھا۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (الاعراف:۸۵)

نبی علیہ الصلاۃ والسلام مکہ کی گلیوں میں گھوم پھر کر لوگوں کو دعوت توحید پیش کرتے یا ایها الناس قولوا لا اله الا الله تفلحوا (مسند احمد حدیث نمبر ۵۷۷۷) بروایت ربیعہ بن عباد الدیلمی رضی اللہ عنہ، اے لوگوں! لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلو کامیاب ہو جاؤ گے۔

حصول علم کا مقصد ہی جب دین میں سمجھ حاصل ہو جائے تو خود بھی عمل کریں اور

اپنی قوم میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فرض منصبی انجام دیں۔فرمان ربانی ہے: فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (سورة التوبة:۱۲۲)

نیز کتاب ہدایت میں خیر امت کا اشرف اور تمغہ بھی انہیں علماء کرام کو نوازا گیا ہے جو سورہ آل عمران کی آیت ۱۱۰ کے مصداق بنتے ہیں۔ارشاد ربانی ہے: كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ علماء ہی اس دعوت الی اللہ کے کام کو بحسن وخوبی انجام دے سکتے ہیں کیونکہ معروف ومنکر کا صحیح علم وہی رکھتے ہیں اور حکمت وموعظت کے ساتھ مدعوئین کی راہنمائی کرتے ہیں۔

کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ کے تحت علماء کرام پر یہ بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ معاشرہ میں موجود برائیوں اور کوتاہیوں پر گہری نظر رکھیں اور لوگوں میں فسق وفجور، معصیت کو دیکھ کر مداہنت نہ برتیں بلکہ حکمت ونصیحت اور خیر خواہانہ انداز میں بروقت ٹوکیں اور اصلاح کی کوشش کریں اور بنو اسرائیل کی غفلت کو ہمہ وقت مدنظر رکھیں جس کی وجہ سے ان لوگوں پر اللہ کی انبیاء کی زبانی لعنت ہوئی۔ارشاد ربانی ہے: لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (المائدہ:۷۹-۷۸)

بنی اسرائیل کے کفر کرنے والوں پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت بھیجی گئی اس لیے کہ وہ نافرمانی اور سرکشی کرتے تھے وہ معاشرہ میں کی گئی برائی (غلط کاروں) کو نہیں روکتے تھے۔

### ۲-علم دین کی نشرواشاعت

نبی ﷺ معلم انسانیت ہیں،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے علمی محفلیں قائم کرتے ہیں،صحابہ کرام دارارقم میں جمع ہوکر نبی ﷺ سے علم حاصل کرتے تھے انسانیت کے تحفظ کے لیے علم دین کو عام کرنا علماء کرام کا اولین فریضہ ہے تا کہ جہالت کے سبب برائیوں کا ارتکاب کرکے دنیا وعقبیٰ کا سودا کرنے والے، چوری، زنا کاری، شراب نوشی ونشہ آور اشیاء استعمال کرنے والے، قتل وغارت گری کا بازار گرم کرنے والے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی معرفت حاصل کرکے دونوں جہانوں میں ذلت ورسوائی سے نجات پا جائیں۔

عصر حاضر کا انسان اسلامی تعلیمات سے لاعلمی کی بناء پر اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کو بدنام کرنے کی ناپاک کوششیں کر رہا ہے۔نکاح،طلاق،خلع،اذان ونماز اور حدود وقصاص جیسے بڑے عظیم مسائل کا استہزاء اور کھلواڑ کر رہا ہے۔لہٰذا ہر عمر کے افراد خصوصا نوجوان نسل کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے تعلیم بالغاں جیسے پروگرام کا اہتمام کرنا وقت کا اہم تقاضہ ہے۔

علم اور اہل علم کی فضیلت کے لئے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کافی ہے نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: خیرکم من تعلم القرآن وعلمه تم میں بہترین وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھلائے۔(رواہ البخاری)

### ۳-اتحادواتفاق کی دعوت دینا اور تفرقہ وانتشار کی مذمت کرنا:

علماء کرام کی تحفظ انسانیت کے سلسلے میں ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ پوری قوم وملت کو چاہے وہ دنیا کے کسی بھی ملک کا باشندہ ہو اپنے دعوتی خطابات وتقاریر اور پرنٹ میڈیا والکٹرانک میڈیا کے ذریعہ متحد ومتفق اور بھائی بھائی بن کر رہنے کی ترغیب دیتے رہیں اور اختلافات وتنازع کے نقصانات سے آگاہ کرتے رہیں۔

محترم قارئین! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں اتحاد واتفاق کو اپنانے اور انتشار وآپسی جھگڑوں سے بچنے کی تاکید کی۔فرمان الٰہی ہے۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (سورہ آل عمران:۱۰۳) مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام مسلکی اختلافات اور فروعی مسائل کو چھوڑ کر صرف اللہ کی رضا جوئی کی خاطر تعصب کے بغیر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کا حکم دیا۔چونکہ اس سے امت کو سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔اللہ کا فرمان ہے: وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا (الانفال:۴۶) تنازع اور افتراق سے حوصلے پست ہو جائیں گے اور دشمن کا بآسانی ہم پر تسلط ہو جائے گا۔

اے دانشمندان قوم وملت! اتحاد واتفاق کا حصول صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمابرداری کی بنیاد پر ہی منحصر اور ممکن ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں سے خطاب فرمایا کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (سورہ النساء ۵۹)

### ۴-اخلاق وکردار کی اصلاح کرنا:

اخلاق حسنہ کی تربیت دینا اور عوام الناس کو بری عادتوں اور بری صحبتوں سے منع کرنا علماء کرام کی ذمہ داری ہے۔

داعی دین کو چاہیے کہ خود اخلاق حسنہ کے پیکر بن کر دیگر لوگوں کے لئے اسوہ حسنہ بنیں کیونکہ ہمارے نبی ﷺ تمام اچھے خوبیوں کے مالک تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (سورہ القلم:۴) بیشک آپ ﷺ بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر فائز ہیں۔نیز نبی ﷺ نے فرمایا: خیرکم خیرکم لاھله وانا خیرکم لاھلی (رواہ الترمذی)

لوگوں کی اکثریت اخلاقی انحطاط میں اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ بد اخلاقی کرتے ہوئے شرم وعار محسوس نہیں کرتے ہیں۔اللہ کے بندوں پر ظلم کرنا، فساد اور قتل عام کرنا، جھوٹ بولنا، چوری کرنا، غیبت کرنا، چغلخوری، دوسروں کی جائداد پر ناجائز قبضہ کرنا، اہل خانہ پر ناز یبا کلمات کسنا اور جہیز کا مطالبہ کرنا جیسی برائیوں میں ملوث

ہو چکے ہیں۔علماء کرام نبی ﷺ کی بعثت کا مقصد ''بعثت لاتمم مکارم الاخلاق'' کے پیغام کو عام کریں۔

**۵۔حلال وحرام اشیاء کو واضح کرنا**

معاشرے کے افراد حلال وحرام میں تمیز کئے بغیر مال حاصل کرنے کی لالچ میں دوسروں کے مال وجائداد پر قابض ہورہے ہیں، وراثت کا مال حقداروں میں تقسیم کئے بغیر باطل طریقہ سے کھارہے ہیں یہی چیزیں آپسی تنازع اور قتل وغارت گری کا سبب بن جاتی ہیں۔

علماء کرام کو چاہیے کہ تجارت وکاروبار اور دیگر معاملات کے اہم مسائل امت کے سامنے واضح کریں تاکہ مال کی وجہ سے جانوں کا ضیاع نہ ہو اور نہ ہی دوستی دشمنی میں تبدیل ہوجائے۔

نیز اس سودی لین دین کی لعنت سے بچانے کے لئے اپنے وسعت کے مطابق کوشش کرتے رہیں تاکہ معاشرہ میں امن وامان قائم ہو اور سود خوروں کی کمر ٹوٹ جائے اور غریب عوام کا خون پسینے سے کمایا ہوا مال محفوظ رہے۔

**۶۔حکمرانوں کی عزت واحترام اوران کی اطاعت کی ترغیب دینا:**

علماء عظام پبلک اور رعایا کو حاکم وقت کا تعاون کرنے اور جب تک گناہ ومعصیت کا حکم نہ دیں، ان کی اطاعت کرنے کی تاکید کرتے رہیں، کیونکہ حاکم کی اطاعت وفرمابرداری سے پورا ملک امن وامان اور سلامتی وترقی کی راہ پر گامزن رہے گا، علم بغاوت بلند کرنے سے فتنہ وفساد جنم لیتے ہیں، حالیہ واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ جس کسی ملک میں عوام نے بادشاہ وقت کے خلاف سر اٹھایا، نقصان انہیں کا مقدر بنا، خون کی ندیاں بہادی گئیں۔

امام طحاوی رحمہ اللہ علیہ نے کہا: ولا نرى الخروج على ائمتنا وولاة أمورنا وان جاروا ولاندعو عليهم وننزع يدامن طاعتهم ونرى طاعتهم من طاعة الله فريضة مالم يامر وا بمعصية وندعولهم بالصلاح والمعافاة (متن العقيده الطحاوی)

سنت نبویہ ﷺ میں امام وقت کی اطاعت کرنے پر بے شمار دلائل موجود ہیں جب تک کہ وہ کفر صریح کا حکم نہ دیں۔

عن ابن عباس رضى الله عنهما قال :قال النبى ﷺ من رأى منكم من امره شيئا يكرهه فليصبر أخرجه البخارى ٦٦٤٦ ومسلم ١٨٤٩ ۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جوشخص اپنے امیر سے کچھ ناپسندیدہ امور دیکھے تو چاہیے کہ صبر کرے۔

**۷۔قوانین الھیہ کی بالادستی کوواضح کرنا**

عصر جدید کے مسلمان جدت پسند بن چکے ہیں، وہ اپنے دینی امور کو حقیر سمجھتے ہوئے کفار ومشرکین کے فیصلوں اور طور طریقوں کو مقدم کررہے ہیں، طاغوتی طاقتوں کے سامنے اپنے معاملات پیش کررہے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ایمان کی نفی کردی جورسول اللہ ﷺ کے حکم کو نہیں مانتے ہیں ارشاد ربانی ہے: فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيمًا (سورہ النساء:۶۵)

اللہ رب العزت کے بنائے ہوئے قوانین میں انسانیت کے تحفظ کی ضمانت پنہاں ہے جبکہ انسانوں کے بنائے ہوئے اصول وضوابط اور قوانین میں ظلم وستم، فتنہ وفساد اور ناانصافی کا عنصر موجود ہے۔

یہ بھی علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ انسان کی دین ودنیا کی فوز وفلاح کے لئے عدل وانصاف پر مبنی قرآن وسنت میں موجودہ زرین اصول عوام وخواص کے سامنے واضح کرتے رہیں۔

نبی ﷺ اور سلف صالحین نے انہیں کو اپنا دستور العمل بناکر حکومت وسیادت کی جس کی وجہ سے ہر شخص نے خوشحال زندگی بسر کی۔عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور حکومت میں مثال قائم کردی کہ کوئی بھی فرد زکوۃ اور صدقہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔

**۸۔خودکشی اورناحق کسی کا قتل کرنے کی مذمت کرنا:**

طالبان علوم ونبوت کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو تقریر وتحریر اور خطبات جمعہ کے ذریعہ دوسروں کو اذیت پہنچانے اور ناحق خون بہانے کی قباحت وشناعت اور اس جرم کے مرتکبین کی سزا سے وقتاً فوقتاً آگاہ کرتے رہیں۔

محترم قارئین کرام! اکثر وبیشتر لوگ تجارت میں نقصان ہونے کی وجہ سے خودکشی کرلیتے ہیں، شوہر بیوی کے آپسی جھگڑوں سے دلبرداشتہ ہوکر بچوں سمیت زہر کھالیتے یا پھانسی لگالیتے ہیں، یا طلبہ وطالبات امتحانات میں ناکامی کے سبب اپنے جسم میں چاقو گھونپ کر سوسائڈ کرلیتے ہیں۔

اسلام میں خودکشی کرنا کبیرہ گناہ ہے اس کو مرنے کے بعد اگر جہنم میں داخل ہوا تو یہی سزا دی جائے گی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من قتل نفسه بحديدة فحديدته في يده يتوجأ بها في بطنه في نار جهنم خالدا مخلدا فيها أبدا الخ متفق عليه جوشخص اپنے آپ کو کسی لوہے سے قتل کیا تو وہ جہنم میں بھی ہمیشہ اپنے ہاتھ میں اس آلے کے ذریعہ گھونپتا رہے گا۔

قتل عمد کی پانچ سزائیں اللہ نے بیان فرمایا: وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (النساء:۹۳)

جوشخص بھی کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزاء ہمیشہ کی جہنم ہے اور اس پر اللہ غضبناک ہوگا اور اس پر اس نے لعنت بھیجی اور اس کے لیے بڑا عذاب

تیار کیا ہے۔غرض علماء کرام تحفظ انسانیت کے لئے عزت نفس اور دوسروں کے جان ومال قدر و قیمت کو قرآن وسنت کی روشنی میں ساری دنیا کے بسنے والوں کے لئے اعلی پیمانے پر عام کرنے کی سعی کریں۔

**۹-امت کو فتنے وفسادات سے دور رہنے کی تلقین کرتے رہنا:**

علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ منافقوں کی سازشوں سے خبردار کریں کیونکہ یہ لوگ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے خلاف مختلف قسم کی سازشوں میں ملوث ہوتے ہیں۔ نیز امت کو جلد بازی سے بچنے کی تلقین کرتے رہیں اور صبر وتحمل اور بردباری سے کام لینے کا مشورہ دیں اگر ملکی وقومی سطح پر کوئی آزمائش آئے تو وہ معاملے ارباب اقتدار کے حوالے کرنے کا درس دیتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِذَا جَآءَ هُمۡ اَمۡرٌ مِّنَ الۡاَمۡنِ اَوِ الۡخَوۡفِ اَذَاعُوۡا بِهٖ وَلَوۡ رَدُّوۡهُ اِلَى الرَّسُوۡلِ وَاِلٰٓى اُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡهُمۡ لَعَلِمَهُ الَّذِيۡنَ يَسۡتَنۡبِطُوۡنَهٗ مِنۡهُمۡ (سورة النساء:۸۳)

ترجمہ: جب انہیں امن وخوف کی کوئی خبر ملتی ہے تو اسے پھیلانا شروع کردیتے ہیں حالانکہ وہ اسے رسول اللہ ﷺ اور ارباب اقتدار کے سپرد کردیتے ہیں تو ان میں سے تحقیق کی صلاحیت رکھنے والے اس کی تہہ تک پہنچ جاتے۔

اسی طرح سوشل میڈیا پر گردش کرتی چھوٹی خبروں اور افواہوں سے بچنے اور ہوشیار رہنے کی تاکید کریں کیونکہ ایسی خبروں کے شیئر کرنے سے گناہ اور برائی کو فروغ حاصل ہوگا اور اہل اسلام کے دلوں میں دشمن کا رعب داخل ہوجائے گا۔

نبی ﷺ نے نبوت ملنے کے بعد صفا پہاڑی پر کھڑے ہوکر اپنی قوم کو مستقبل میں آنے والے فتنوں سے آگاہ کیا اور انسانیت کے تحفظ کی فکر کی۔

افسوس کہ ہمارے علماء میں ذمہ داریوں کا احساس بہت کم رہ گیا ہے وہ اپنی ہی دنیا بنانے میں مصروف ہیں اور امت کی اصلاح سے دور ہوچکے ہیں۔

شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ضرورت اس بات کی ہے کہ علماء کرام اپنے مقام ومرتبے کو سمجھیں اور اللہ کی گرفت سے بچنے کی فکر کرتے ہوئے عالم باعمل بن کر نبی ﷺ کی طرح داعیانہ اوصاف پیدا کرکے امت کے تحفظ کی خاطر دین حنیف کی تعلیمات کو ساری دنیا میں عام کریں۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہر قسم کے شر وفساد سے محفوظ رکھے اور علماء کرام کو اپنی ذمہ داریاں بحسن وخوبی انجام دینے کی توفیق عطا کرے۔آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی النبی

☆☆☆

(صفحہ نمبر۱۰ کا بقیہ)

ہمیں ہر خوشی اور فرحت کے وقت اللہ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے، کیونکہ ہر خوشی کا نازل کرنے والا وہی ہے، اور نعمتِ خوشی پر اللہ کا شکر بجالانے سے اللہ تعالی مزید نعمتوں سے نوازتا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: لَئِن شَكَرتُم لَأَزِيدَنَّكُم وَلَئِن كَفَرتُم إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيد [ابراھیم:۷]۔

ترجمہ: اگر تم شکر کروگے تو میں مزید دوں گا اور اگر تم کفر کروگے تو میرا عذاب بہت ہی سخت ہے۔

یہ تو عام نعمتوں کی بات ہوئی، لیکن کبھی کبھار اللہ تعالی انسان کو نعمتِ غیر مترقبہ کی شکل میں عظیم نعمتوں سے نوازتا ہے، اور ایسی حالت میں سنتِ نبوی یہ ہے کہ فوراً سجدہ کے ذریعہ اللہ تعالی کا شکر ادا کیا جائے، اس سلسلے میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا عمل پیش کیا جاتا ہے کہ جب ان کا توبہ قبول ہوا، اور ان کو خبر ملی کہ ان کا توبہ قبول ہوگیا ہے تو وہ سجدہ ریز ہوگئے، عَن عَبدِ الرَّحمَنِ بنِ كَعبِ بنِ مَالِكٍ، عَن أَبِيهِ، قَالَ: »لَمَّا تَابَ اللَّهُ عَلَيهِ خَرَّ سَاجِدًا« [سنن ابن ماجہ حدیث:۱۳۹۳، شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے]۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی کوئی نئی خوشی لاحق ہوتی تو شکرانِ نعمت کے طور پر اللہ کے لئے سجدے میں گر جاتے، عن أبى بكرة، عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه كان »إذا جاءه أمر سرور أو بشر به خر ساجدا شاكرا لله« [سنن ابی داود حدیث: ۲۷۷۴، شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے]۔

خوشی کے وقت کچھ لوگ دو رکعت نماز کے قائل ہیں، لیکن شکرانِ نعمت کے لئے نماز کی ادائیگی صحیح وثابت نہیں ہے، کیونکہ اس سلسلے میں جو روایتیں وارد ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔

اس لئے سجدہ شکر کے تعلق سے صحیح اور راجح قول یہی ہے کہ اس میں صرف ایک ہی سجدہ ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو مشہور ہے کہ انہوں نے شکرانہ کے طور پر نمازیں ادا کی ہیں صحیح نہیں ہے، بلکہ اس سلسلے میں وارد روایتیں یا تو ضعیف ہیں یا ان نمازوں کا نمازِ شکر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اسی طرح صحیح اور راجح قول یہ ہیکہ سجدہ شکر اور سجدہ تلاوت کے لئے وضو شرط نہیں ہے، دائمی فتوی کمیٹی کا فتوی یہی ہے: الصحيح أن سجود الشكر وسجود التلاوة لتال أو مستمع لا تشترط لهما الطهارة؛ لأنهما ليسا فى حكم الصلاة. [فتاوى اللجنة الدائمة ۷/۲۶۵]۔

ترجمہ: صحیح یہی ہے کہ سجدۂ شکر اور سجدۂ تلاوت میں تلاوت کرنے والے اور سننے والے کیلئے طہارت شرط نہیں ہے، کیونکہ یہ دونوں نماز کے حکم میں نہیں ہے۔

اخیر میں اللہ تعالی سے دعا ہیکہ وہ ہمیں صرف اور صرف اپنے سجدے کی توفیق دے، تاکہ ہم بکثرت اسی کا سجدہ کرسکیں اور غیر اللہ کے سجدے سے بچ جائیں۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا.

☆☆☆

# اللہ کی پکڑ

مولانا عبدالرشید

جب کوئی فرد، قوم، خاندان، ملک اور حکومت اللہ تعالیٰ کے قانون سے بغاوت کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو جھنجھوڑتے ، اس کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں جس کی تفصیلات قرآنی اوراق میں پڑھی جاسکتی ہیں۔قرآنی آیات ربانی احکامات کا مجموعہ ہیں۔اس صحیفہ میں ایک ساتھ تین کتابوں کی تاریخی ، ادبی سیاسی، سماجی، اصلاحی، اخلاقی، دینی، معاملاتی، معاشی، معاشرتی الہامی تعلیمات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور یہ تذکرہ ربانی زبان اقدس سے ہے۔یہی اخلاق صادق ترین اس کے بعد کسی تصدیق اورتائید کی ضرورت نہیں ہے۔

**قرآنی اخبار**: مصائب، حوادث یہ اس وقت نازل ہوتے ہیں جب ربانی احکامات سے اعراض کیا جاتا ہے۔اعراض کرنے والے کتنے عظیم، نجیب، حسب ونسب، صاحب اقتدار، حسن وجمال، دولت مند کیوں نہ ہوں جب وہ بغاوت اور سرکشی کرتے ہیں تو انہیں وعظ ونصیحت بطور اتمام حجت انبیاء کرام اور مرسلین عظام کی معرفت کی جاتی ہے جب وہ اس سے کنارہ کش ہوجاتے ہیں تو پھران کے جرائم، مظالم کے باعث ان پر مختلف قسم کے امتحانات لائے جاتے ہیں۔جب وہ امتحانات میں استقامت، عاجزی اور تضرع گریہ زاری نہیں کرتے تو پھران کی ہلاکت ان کے وہ جرائم ہیں جو اتنے سنگین ہوتے ہیں اگرانہیں پہاڑوں پررکھ دیا جائے تو پہاڑ پگھل جائیں اوراگرانہیں زمین پر تھما دیا جائے توزمین شق ہوجائے۔ان جرائم کے باعث ہی ''خدائی گرفت'' (خدائی آپریشن) کی شکل اور صورت میں نمودار ہوتی ہے۔

**جرائم**: ''شرک'' ایک ایسا جرم ہے جو ''ظلم'' کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔اس کائنات پر سب سے پہلے نبی زادہ پسر آدم علیہ السلام قابیل نے کیا، شرک کی تاریکی نے اسے اندھا اور بہرہ کردیا کہ اس نے نسل انسانیت میں ظلم کا سنگِ بنیاد رکھا جو اس کے حق میں قیامت تک مظلوموں کا خون اس کی گردن میں طوق کی شکل میں ہے۔انسانیت کا خونخوار انسان درندہ صفت اس ظلم کے باعث ''ربانی نار'' آگ میں چلا گیا۔''مومن ہابیل'' نے ربانی فیصلہ توحید پر استقامت اور عزیمت کا مظاہرہ کیا۔حتی کہ جام شہادت نوش کرلیا۔ظالم کو اپنی دعوت اور عمل سے ثابت کردیا کہ مومن نذرانہ جان پیش کرسکتا ہے حق سے انحراف نہیں کرتا۔

**شرک** : قرآنی زبان میں شرک کو ''ظلم عظیم'' قرار دیا۔ظلم کا معنی ہے وضع الشئی غیر محلہ ایک چیز کو مناسب جگہ سے ہٹا کرنا مناسب جگہ رکھ دینا۔اللہ کا حق مخلوق کے سپرد کردینا۔ربانی صفات کو مخلوق میں پیوست کردینا۔اس انداز سے کہ اس کو کٹنا مشکل بن جائے۔شرک ظلم ہے اس ظلم کے خلاف ہی انبیاء علماء اولیاء اتقیاء صلحاء فضلا اور اصفیا نے ''جہاد'' اصغر نہیں'' ''جہاد اکبر'' کیا حتی کہ اس جہاد میں مذکورہ شخصیات نے خون کے نذرانے بھی پیش کئے۔جیل کی کوٹھری اور پھانسی کا پھندا، لوہے کی کنگھیاں، لوہے کے تیز آرے بھی انہیں راہ حق، کلمہ حق، کلمہ عدل سے روک نہ سکے اور یہ ریکارڈ الہامی کتابوں میں بطور فخر اعزاز موجود ہے۔وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ قٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا (آل عمران:١٩٥) انہیں دربدر کیا گیا۔انہیں تکالیف اور مصائب کا شکار بنایا گیا۔انہوں نے قتال کیا اور راہ حق میں توحید وسنت والی جان کو جام شہادت کے ''سرخ تاج'' سے کستوری سے اعلیٰ ترین اپنے خون کو خوشبودار بنایا۔سب کچھ قبول کرلیا۔لیکن توحید وسنت کو زخمی اور شہید نہ ہونے دیا۔شرک سے بغاوت، توحید سے صلح ان کا شعار رہا اور یہی شعار مومن کا رہے گا۔شرک کو ہمیشہ شکست رہی ہے اور رہے گی، بشرطیکہ موحد اپنے عقیدے میں راسخ رہے۔راسخ عقیدہ ہی شرک کے لئے شمشیر براں ہے۔

**استھزاء** : قرآن کی زبان میں 'سخر یا' استہزاء، ٹھٹھا اور مذاق نے سابقہ اقوام کو تباہ کیا۔قوم نوح نے موحدین سے استہزاء اور سخر کیا۔اس کی زد میں پسر نوح کنعان آیا۔اللہ تعالیٰ کی گرفت طوفان اور بارش ''خدائی آپریشن'' نے نبی زادہ سمیت پوری قوم کو ظلم کے ارکان استہزاء کے باعث ہلاک کردیا۔اہل ایمان کو طوفان سے بال بال بچالیا۔پسر نوح کو حسب ونسب نہ بچا سکا۔

**تکذیب آیات**: ربانی ''اوامر ونواہی'' کی تکذیب کے باعث وہ ظالم، کافر، فاسق بن گئے جس کے باعث وہ عذاب میں مبتلا کردیے گئے۔پھر انہیں کوئی اس عذاب سے بچانے والا نہ تھا۔

**فرعون**: رئیس اول جو عہد موسیٰ علیہ السلام میں تھا قاتل انسانیت حکومت اور اقتدار کے نشہ میں دھت ہوکر توحید کا باغی بن گیا۔اللہ تعالیٰ نے اسے بحر قلزم میں غوطے دے کر ہلاک کردیا۔اس میں اس کی فوج بھی غرق کردی گئی۔فرعون کی غرقابی اس کے مظالم، نفاق، بغاوت کا انجام تھا۔

**قارون** : حسب ونسب کے اعتبار سے موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی، تورات کا حافظ لحن شیریں سے نوازا گیا تھا۔جب اس نے توحید سے بے نیازی اختیار کی۔ربانی فیصلوں سے بغاوت پر اتر آیا۔تکبر اور غرور کی قوت نے اسے توحید وسنت کی راہوں سے باغیانہ انداز سے دور کردیا تو اس نے ایک ''جلوس'' نکالا اپنی قوت

اورشان وشوکت کا مظاہرہ کرنے کے لئے اور یہ نعرہ بلند کیا۔ کہ یہ دولت اور سرمایہ میری اپنی علمی اور عقلی فکر کا ثمر ہے۔ اس میں خدائی رحمت اور نعمت کا کوئی تصور بھی نہ ہے۔ اس نے نبی اللہ موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگایا اور کمزور اہل ایمان کو ستانے لگا۔ اہل ایمان اپنے ایمان کو بے سروسامانی میں بچاتے رہے اور یہ ظلم وستم کرتا رہا۔ وہ وقت آیا۔ ربانی گرفت نے اسے اور اس کی کوٹھی کو حویلی سمیت لمبا قد سے چھوٹا قد بنا کر زمین میں دھنسا دیا کہ اس کی خاص حفاظتی فوج اسے عذاب الٰہی سے بچا نہ سکی۔ شرک کا حسن اور شرک دولت، مال ومنال اہل توحید کے مقابلے میں صرف ہوتے ہیں۔ فرعون کو پانی میں غرق کیا جبکہ قارون کو زمین میں دھنسا دیا جو کہ بلسان رسالت ﷺ قیامت تک زمین میں دھنستا جارہا ہے۔

**نمرود بن کنعان:** یہ فرعون ثانی عہد ابراہیم علیہ السلام میں تھا۔ اس نے توحید سے بغاوت کی، ربانی انعامات کی فراوانی ہضم نہ کرسکا۔ فرعون کی طرح ربوبیت اورالوہیت کا مدعی بن کر ربانی نمائندہ جناب ابراہیم خلیل اللہ سے مناظرہ کرنے پراتر آیا۔ ''یحیی ویمیت'' کا ڈھونگ رچایا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اپنی فوج مچھروں کو حکم دیا۔ صرف ایک مچھر ان کی ناک کے نتھنا میں چارصد سال رہا۔ (بحوالہ خازن)

بالآخر اس کے حفاظتی دستے اس کے سر پر لوہے کا سریا مارتے تب اسے سکون آتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اپنے خدام سے سزا دلوائی کیونکہ اس باغی نے اپنے دور میں راشن کارڈ کا سنگ بنیاد رکھا۔ مخالفین کے راشن کارڈ منسوخ کردیتا۔ اہل ایمان پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھاتا۔ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کے لئے پورے ملک سے اپیل کرکے (بالن) ایندھن اکٹھا کیا تاکہ خلیل اللہ کو زندہ جلا دیا جائے۔ ہوا یہ کہ کفر کی آگ اور دولت کو راکھ کردیا گیا۔ آگ خلیل اللہ کے حق میں امر الٰہی سے مروت اور سلامتی کا پیغام مسرت اور راحت لائی۔ اس کامیابی پر نمرود نے آپ کو ایک دعوت دی۔ آپ نے انکار کردیا۔ ہماری دعوت کا سنگم توحید ہے شرک سے صلح کیسے؟ اور کیوں؟ فرعون غرق، قارون دھنس گیا نمبرود مچھر کی زد میں مارا گیا۔

**آزر:** حسب میں اعلیٰ، نسب میں ارفع لیکن ربانی آیات کے انکار سے گرفت الٰہی میں آگیا۔

**قوم لوط علیہ السلام:** فحش کام کا ارتکاب کرتے تھے۔ لواطت ان کی زندگی تھی اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے پتھروں کی بارش جس میں مجرمین کے نام کندہ تھے انہیں ہلاک کردیا گیا۔ اسی عذاب میں سی آئی ڈی منکرین زوجہ لوط کو ہلاک کردیا گیا۔ اہل ایمان کو اس عذاب سے بچالیا گیا۔

**قوم عاد:** یہ لوگ بڑے خوشحال پہاڑی علاقوں میں رہتے تھے سیدنا ہود علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ موحد بن جاؤ۔ اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ گے۔ یہ لوگ خوشحالی میں پڑے تھے لوگوں میں دہشت گردی پھیلاتے تھے۔

**قوم ثمود:** یہ قوم بھی توحید کی دشمن تھی ربانی احکامات کی منکر، معجزات نبی صالح علیہ السلام سے طلب کرتے تھے جو معجزہ انہوں نے طلب کیا تھا ناقۃ اللہ دس ماہ کی حاملہ اونٹنی اس مخصوص پتھر سے پیدا ہو۔ چنانچہ وہ پیدا کی گئی۔ اس قوم کے بدقماش سالف بن قیدار نے اس کی کونچیں کاٹ کر عذاب الٰہی کو قبول کرلیا۔

**قوم عاد اور قوم ثمود:** عاد قوم میں قحط سالی پڑگئی۔ ان کا سربراہ ''قیل'' نامی دعا کرنے کی خاطر ایک مقام پر گیا۔ راستے میں کسی واقف کار کے ہاں مہمان بنا۔ وہاں شراب نوشی اور گانا ہلکی دھن اور شراب کے نشہ میں دھت رہا۔ اس مغنہ خرادہ نے اسے پروگرام یاد دلایا، نشہ دور ہوا، وہ کوچ کیا۔ دعا کی، وہ قبول ہوگئی بادل سیاہ سیاہ ساتھ آیا اس بادل سے بارش برسی ادھر ہوا کا ایک جھونکا انگشتری برابر نکلا جو متواتر سات دن اور آٹھ دن چلتا رہا۔

**ریح صرصر:** ایسی آندھی جس کی بردوت میں آگ ہو وہ چلتی رہی۔ اس نے ان کی رہائش گاہوں، اموال، مویشی کو ملیامیٹ کردیا۔ جبکہ ربانی فیصلہ ہے۔ ہوا اور بارش، ہم وزن ناپ تول کے نازل کرتے ہیں۔ لیکن قوم عاد اور قوم ثمود پر ناپ وتول کے نظام کو عذاب میں بدل دیا۔ (بحوالہ درمنشور، قرطبی، ابن کثیر، طبری درسورۃ احقاف، الحاقہ) اس قوم کو ہوائی طوفانی، آپریشن خدائی میں تہس نہس کردیا۔

**قوم شعیب:** یہ قوم ناپ وتول میں کمی بیشی کرتی تھی۔ شرک ان کے رگ وریشہ میں تھا۔ نبی اللہ نے صرف ایک ربانی سنہری پیغام دیا۔ موحد بن جاؤ، عذاب الٰہی سے بچ جاؤ۔ اس قوم نے اس کے ردعمل میں ''استہزاء'' کا نسخہ استعمال کیا۔ کیا تیری نماز یہ حکم کرتی ہے۔ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ہمارا قانون مان لو یا ہماری بستی سے رخت سفر باندھ لو۔

**ربانی آپریشن:** چیخ اور کپکپی کا عذاب آیا۔ گھٹنوں کے بل گرگئے۔ بے جان اور بے حس۔

**ابولہب:** قریشی، ہاشمی، نجیب الطرفین ام جمیل زوجہ ابولہب کتنے عظیم حسب ونسب کے مالک تھے وحی محمدی کا انکار کیا جس کے باعث خود، اولاد، بیوی، خدائی عذاب میں ایسے آئے کہ انہیں کوئی بچا نہ سکا۔ قرآن مجید کے تیسویں پارہ میں ''لہب'' نام کی سورۃ نازل کردی۔ جو قیامت تک پڑھی جائے گی۔ اس منکر حدیث کا ماتم کیا جاتا رہے گا۔ نتیجہ قرآنی اوراق کی آیات میں واضح کردیا گیا۔

حسب ونسب، دولت، اقتدار، حسن جمال میں نجات نہیں۔ نجات اللہ تعالیٰ کے قانون توحید وسنت کے اپنانے میں ہے۔ اگر مذکورہ بالا صفات میں نجات ہوتی تو یقیناً مندرجہ ذیل لوگ جہنم کا ایندھن نہ بنتے۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ☆ قابیل | نبی زادہ | آدم علیہ السلام | جرم | شرک |
| ☆ کنعان | نبی زادہ | نوح علیہ السلام | جرم | شرک |
| ☆ واعلہ واہلہ | ازواج | نوح علیہ السلام | جرم | شرک |
| ☆ قارون | ابن عم | موسیٰ علیہ السلام | جرم | شرک |

☆ابولہب ہاشمی عم رسول ﷺ جرم شرک

☆ام جمیل چچی رسول اللہ ﷺ جرم شرک

☆فرعون قبطی درعہد موسی علیہ السلام دعوی ربوبیت، والوہیت

☆قوم لوط جرم۔شرک،اغلام بازی،طفل تراشی

☆قوم شعیب جرم ناپ،تول میں کمی بیشی

☆قوم صالح جرم رہزن،ڈاکو

☆قوم ہود جرم دہشت گرد

بنی اسرائیل جرم، تحریف درسماوی کتب تورات، انجیل، رشوت، اکل حرام، چوری، ڈکیتی، نقب زنی، سود، دین حق سے رکاوٹ کرنا، کذاب، وعدے کی خلاف ورزی،شراب،زنا،قتل، جوا،شرک،ظلم،نفس پرستی۔

جب یہ امراض کسی بھی جگہ پائے جائیں گے تو بارش، سیلاب،طوفان،ژالہ باری کی شکل میں ربانی آپریشن بن کرنازل ہوگا۔ وہ کیوں؟ انسانی مظالم، گناہوں کے باعث جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ لوگ ہوا چلتی ہے خوش ہوتے ہیں۔ بارش سے پر امید ہوتے ہیں لیکن آپ ایسے موقع پر کراہت محسوس کرتے ہیں۔آپ نے جواباً فرمایا عائشہؓ! مجھے افسوس اس لئے ہوتا ہے کہ یہ ہوا اور بارش نے ایک قوم کو عذاب کا شکار کردیا تھا۔ مجھے خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ میری امت اس میں مبتلا نہ ہوجائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد ''صباحاً'' ہوا سے کی۔قوم عادکودبور ہوا سے برباد کردیا۔''قرطبی''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں بارشاد نبی ﷺ بایں الفاظ

☆مال فے ذاتی دولت بنالی جائے۔☆قومی امانت کو مال غنیمت بنالیا جائے۔☆زکوٰۃ کو ٹیکس اور جرمانہ تصورکیا جائے۔☆غیر دینی تعلیم کا حصول کیا جائے۔☆ بیوی کا خادم والدہ کا نافرمان بنایا جائے۔☆ دوست سے قرب والد سے نفرت۔☆ مساجد میں ہنگامہ آرائی۔☆ فاسق بیلہ کا سردار بن جائے۔☆خوف سے انسان کی تکریم کی جائے۔☆ گانے والیاں عام۔☆ باجے عام۔☆ شراب نوشی عام۔

اس امت کا آخری اول امت کے افراد کو لعنتی قرار دے ایسے حالات میں سرخ آندھی، زلزلے خسف، مسخ، قذف، پھر ربانی علامات، آیات یکدم تسبیح کے دانوں کی طرح گرنے لگیں گی۔ یہ وقت قیامت کی گھڑی کا ہے۔(ترمذی)

## اہل حدیث کمپلیکس اور اہل حدیث منزل کے دونوں تاریخی اور عظیم تعمیری کاموں کے سلسلہ میں

# ایک اعلیٰ سطحی وفد متعدد صوبوں کے دورے پر۔ ان شاءاللہ

احباب جماعت اور ہمدردانِ قوم وملت کو معلوم ہے کہ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی اور اہل حدیث منزل جامع مسجد دہلی میں دو عظیم الشان تاریخی بلڈنگوں کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ اس سلسلہ میں الحمدللہ اہل حدیث کمپلیکس کے عظیم تعمیری پروجیکٹ کی دوسری منزل کی تسقیف (ڈھلائی) کا کام ہوا چاہتا ہے اور اہل حدیث منزل میں ترمیم وتعمیر کا کام تیسری منزل تک پہنچ چکا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے فضل وتوفیق کے بعد محسنین جماعت وجمعیت کی سخاوت وفیاضی کے مرہون منت ہے۔ مزید تعاون کے لیے احباب جماعت صوبائی جمعیات سے تنسیق کے بعد مساجد میں باضابطہ ومسلسل اعلان فرمائیں۔

عنقریب ہی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا ایک اعلیٰ سطحی وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہورہا ہے۔ اس عظیم اور تاریخی خیر کے کام میں اپنا بھرپور حصہ اور کردار ادا کر کے مشکور وماجور ہوں۔

**نوٹ:** اس سلسلہ میں متعلقہ صوبوں کے ذمہ داران واعیان کو اطلاع کردی گئی ہے۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind
A/c: 629201058685
ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICICI0006292

عبدالولی عبدالقوی، سعودی عرب

# نفل روزے فضائل، مسائل واحکام

## کتاب وسنت کی روشنی میں

الحمد لله و الصلاة والسلام على رسول الله و أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له و أشهد أن محمدا عبده و رسوله و بعد:

اسلام میں فرض روزوں کے بعد نفل روزوں کی انتہائی اہمیت ہے، اسی بنا پر رسول اللہ ﷺ بکثرت نفل روزے رکھتے تھے اوراس کی ترغیب بھی دیتے تھے، صحابہ کرام ؓ آپ ﷺ کی اتباع اور پیروی میں نفل روزے رکھتے تھے، خصوصا یہ موسم سرما نفل روزوں کے لئے بہترین وقت غنیمت ہے جس میں بھوک وپیاس کی بہت زیادہ کلفت کے بغیر عظیم اجر وثواب حاصل کیا جاسکتا ہے، رسول اللہ ﷺ سے ان نفل روزوں کی فضیلت سے متعلق بہت سی احادیث مروی ہیں، ہم ذیل میں ان میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں:

**(۱) روزہ دخول جنت کا ذریعہ ہے :**

ابوامامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''مجھے کسی ایسے عمل کی راہ نمائی فرمائیے کہ میں اس پر عمل کرکے جنت میں داخل ہوجاؤں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے اوپر روزہ لازم کرلو کیوں کہ اس جیسی کوئی دوسری عبادت نہیں ہے۔'' (صحیح عندالالبانی) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۱/ ۵۸۰)

(۲) اللہ نے روزہ دار کے لئے جنت میں باب الریان کو خاص کررکھا ہے:

سہل بن سعد ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے قیامت کے روز اس دروازے سے بجز روزہ داروں کے اور کوئی داخل نہ ہوسکے گا، کہا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ لوگ کھڑے ہوجائیں گے، اس دروازے سے ان کے سوا کوئی نہ داخل ہوگا جب وہ داخل ہوجائیں گے تو اسے بند کردیا جائے گا اور اس میں اور کوئی داخل نہ ہوسکے گا۔'' (بخاری ۱۸۹۶، مسلم ۱۱۵۲)

**(۳) روزہ جہنم سے حفاظت کا ذریعہ ہے :**

جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ ڈھال ہے جس کے ذریعہ بندہ مسلم خود کو جہنم سے بچاتا ہے''۔

(حسن عندالالبانی) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۱/ ۵۷۸)

کعب بن عجرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

''اے کعب بن عجرۃ! نماز (ایمان کی) دلیل ہے روزہ (گناہوں سے بچنے کے لئے) مضبوط ڈھال ہے اور صدقہ وخیرات سے گناہ معاف ہوتے ہیں جس طرح پانی سے آگ بجھ جاتی ہے۔'' (ترمذی ۶۱۴، صحیح عندالالبانی، دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/ ۳۳۶)

**(۴) روزہ جہنم سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے :**

ابو ہریرۃ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ (گناہوں سے بچنے کے لئے) ڈھال ہے اور جہنم سے (حفاظت کا) مضبوط قلعہ ہے۔'' (حسن عند الالبانی) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۱/ ۵۷۸)

**(۵) روز ہ قیامت کے دن روزہ دار کے لئے شفارش کرے گا:** عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندہ کے لئے سفارش کریں گے، روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور اپنی خواہشات (پوری کرنے) سے روکے رکھا، لہذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، قرآن کریم کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو رات میں (قیام کے لئے) سونے سے روکے رکھا، لہذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، چنانچہ دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔'' (حسن صحیح عند الالبانی) دیکھئے: صحیح الترغیب و الترہیب ۱/ ۵۷۹) فل روزوں کی اقسام:

**نفل روزوں کی دو قسمیں ہیں:**

**پہلی قسم:** مقیدروزے: مقیدروزوں سے مرادوہ روزے ہیں جن کے رکھنے کی احادیث میں ترغیب وارد ہے اوران کے رکھنے کے لئے وقت یازمانہ کی تحدید بھی کی گئی ہے مثلاشش عیدی روزے، دوشنبہ اور جمعرات کے روزے وغیرہ جن کی تفصیل ذیل میں آرہی ہے۔

**دوسری قسم :** غیرمقیدروزے: غیرمقیدروزوں سے مرادوہ روزے ہیں جن کے رکھنے کی احادیث میں ترغیب تو وارد ہے لیکن ان کے رکھنے کے لئے کسی وقت یازمانہ کی تحدید نہیں کی گئی ہے۔

مقید روزے غیر مقید روزوں سے مؤکد اور افضل ہیں جس طرح مقید نفل نمازیں غیر مقید نفل نمازوں سے افضل ہیں۔ (دیکھئے: الشرح الممتع ۶/ ۴۶۲)

**پہلی قسم: مقید نفل روزے:**

ہم ذیل میں مقید نفل روزوں کا ذکر کرتے ہیں:

**(۱) شش عیدی روزے:**

ابوایوب انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''من صام رمضان ثم أتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر ''

’’جو شخص رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے اسے عمر بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے‘‘۔ (مسلم ۱۱۶۴)

ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جو شخص عیدالفطر کے بعد (شوال کے مہینہ میں) چھ روزے رکھے اس کو سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے (اس لئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (الانعام: ۱۶۰) جو شخص نیک کام کرے اس کو اس کا دس گنا ملے گا۔‘‘ (صحیح عندالالبانی) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ/۲۸۶)

وضاحت: رمضان کے تیس اور شوال کے چھ روزے کل ۳۶ روزے ہوئے اور جب ۳۶ کو دس میں ضرب دیا جائے تو ۳۶۰ ہوئے، لہذا رمضان کے تیس اور شوال کے چھ روزے رکھنے والے کو ۳۶۰ یعنی سال بھر کے روزوں کا ثواب ملا اور اگر ہر سال باقاعدگی کے ساتھ یہ روزے رکھے جائیں تو عمر بھر کے روزوں کا ثواب ہو جائے گا۔

شوال کے چھ روزے لگاتار رکھے جائیں یا الگ الگ، مہینہ کے شروع میں یا آخر میں، اس میں کوئی فرق نہیں ہے کیوں کہ حدیث بغیر کسی پابندی کے مطلق وارد ہے۔ (الشرح الکبیر مع المقنع ۷/۵۲۱، سبل السلام ۲/۲۳۱)

**(۲) عرفہ کے دن روزہ رکھنا:**

حجاج کے علاوہ باقی لوگوں کے لئے عرفہ کے دن (نویں ذوالحجہ کو) روزہ رکھنا مستحب ہے۔

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’عرفہ کے دن روزہ رکھنا، میں اللہ سبحانہ وتعالی سے امید رکھتا ہوں کہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کو ختم کر دے گا۔‘‘ (مسلم ۱۱۶۲)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’اس حدیث میں حجاج کے علاوہ کے لئے عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی ترغیب ہے کہ جو اس دن روزہ رکھے اس کے دو سال کے گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔‘‘ (شرح النووی علی صحیح مسلم ۸/۵۱)

**(۳) ماہ محرم کا روزہ:**

جن روزوں کا رکھنا مسنون ہے ان میں ماہ محرم کا روزہ بھی ہے، ماہ محرم کا روزہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزہ ہے۔

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’**أفضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم و أفضل الصلاة بعد الفريضة صلاة الليل**‘‘ ’’ماہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ کے مہینہ محرم کا روزہ ہے اور فرض نمازوں کے بعد سب افضل رات کی نماز (تہجد) ہے۔‘‘ (مسلم ۱۱۶۳)

**(۴) عاشوراء (دسویں محرم) کا روزہ رکھنا:**

ماہ محرم کے روزوں میں عاشوراء کے روزوں کی تاکید اور ان کی فضیلت وارد ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دور جاہلیت کے لوگ دسویں محرم کو روزہ رکھتے تھے اور رمضان کے روزوں کی فرضیت سے پہلے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے بھی دسویں محرم کو روزہ رکھا لیکن جب ماہ رمضان کے روزے فرض کر دئے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’**ان عاشوراء يوم من أيام الله فمن شاء صامه و من شاء تركه**‘‘ عاشوراء (دسویں محرم) اللہ کے دنوں میں سے ایک دن ہے لہذا جو چاہے اس دن روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔ (مسلم ۱۱۲۶)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو یوم عاشوراء (دسویں محرم) کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو دریافت فرمایا: تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انھوں نے کہا: یہ وہ مبارک دن ہے جس میں اللہ تبارک وتعالی نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دی تھی، تو اس کے شکریہ میں موسی علیہ السلام نے یہ روزہ رکھا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: موسی علیہ السلام کی اتباع کا میں تم سے زیادہ حقدار ہوں، چنانچہ آپ ﷺ نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری ۲۰۰۴، مسلم ۱۱۳۰)

رسول اللہ ﷺ سے عاشوراء کے روزہ کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالی سے امید ہے عاشوراء کے روزہ سے ایک سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (مسلم ۱۱۶۲)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عاشوراء کے دن سے بڑھ کر کسی اور دن کے روزے اور ماہ رمضان سے بڑھ کر کسی اور مہینہ کو فضیلت دیتے ہوئے نہ دیکھا۔ (بخاری ۲۰۰۶، مسلم ۱۱۳۲)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب عاشوراء (دسویں محرم) کو روزہ رکھا اور صحابہ کو اس کے روزہ کا حکم دیا، تو صحابہ کرام نے فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہود ونصاری اس دن کی تعظیم کرتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’**فاذا كان العام المقبل ان شاء الله صمنا اليوم التاسع**‘‘ ان شاء اللہ ہم اگلے سال (دسویں محرم کے ساتھ) نویں محرم کو بھی روزہ رکھیں گے۔

لیکن اگلا سال آنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ (مسلم ۱۱۳۴)

لہذا سنت یہ ہے کہ ہم یہود کی مخالف میں دو روزے رکھیں، دسویں محرم سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد اور اگر دسویں کے ساتھ نویں اور گیارہویں کا روزہ رکھا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیوں کہ بعض روایات میں وارد ہے ’’**صوموا قبله يوما و بعده يوما**‘‘ دسویں محرم سے ایک روز پہلے اور ایک روز بعد روزہ رکھو، رہا مسئلہ صرف دسویں محرم کو روزہ رکھنے کا تو یہ مکروہ ہے۔

**(۵) ماہ شعبان میں بکثرت روزے رکھنا:** عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلسل روزے رکھتے چلے جاتے یہاں تک کہ ہم

یہ کہتے کہ آپ روزہ چھوڑیں گے ہی نہیں اور پھر کبھی مسلسل بلا روزہ کے رہتے اور ہمیں گمان ہوتا کہ آپ روزہ رکھیں گے ہی نہیں اور مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی مہینہ میں پورے روزے رکھے ہوں اور شعبان کے علاوہ کسی مہینہ میں زیادہ روزے رکھے ہوں۔ (بخاری ۱۹۶۹، مسلم ۱۱۵۶)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو شعبان اور رمضان کے علاوہ کسی اور مہینہ میں لگاتار روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔
(صحیح عندالالبانی دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/ ۳۹۱)

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ (کیا بات ہے کہ) کہ میں آپ کو جتنے دن شعبان میں روزے رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں اتنا کسی اور مہینہ میں نہیں دیکھتا، آپ ﷺ نے فرمایا:

**"ذلک شهر يغفل الناس عنه بين رجب و رمضان و هو شهر ترفع فيه الاعمال الى رب العالمين فأحب أن يرفع عملي و أنا صائم"**

رجب اور رمضان کے درمیان یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ جس کی فضیلت سے لوگ غافل ہیں، یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں رب العالمین کی طرف اعمال اٹھائے جاتے ہیں، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں اٹھایا جائے کہ میں روزے سے ہوں۔ (حسن عندالالبانی دیکھئے: صحیح النسائی ۲۳۵۷)

(۶) **دوشنبہ اور جمعرات کو روزہ رکھنا:** ہر ہفتہ دوشنبہ اور جمعرات کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوشنبہ اور جمعرات کے روزہ کو تلاش کرتے تھے۔ (صحیح عندالالبانی) دیکھئے: صحیح الترمذی ۷۴۵)

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"تعرض الأعمال يوم الاثنين و الخميس فأحب أن يعرض عملي و أنا صائم"**

"بندوں کے اعمال اللہ کی بارگاہ میں ہر دوشنبہ اور جمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں، لہذا میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو اور میں روزے سے ہوں"۔ (صحیح عندالالبانی، دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/ ۳۹۵)

(۷) **ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا:** ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

معاذہ عدویۃ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا رسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین دن کے روزے رکھا کرتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہاں، معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: مہینہ کے کون سے تین دن؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کوئی سے تین دن رکھ لیا کرتے تھے۔ (مسلم ۱۱۶۰)

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل محمد ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت کی (۱) ہر ماہ تین دن روزہ رکھنے کی (۲) چاشت کی دو رکعت نماز پڑھنے کی (۳) سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی۔ (بخاری ۱۹۸۱، مسلم ۷۲۱)

مستحب ہے کہ یہ تین روزے ایام بیض (یعنی چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ) کو رکھے جائیں، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: **"يا أبا ذر اذا صمت من الشهر ثلاثة أيام فصم ثلاث عشرة و أربع عشرة و خمس عشرة"** "اے ابوذر! جب تم مہینہ کے تین روزے رکھنا چاہو تو تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں کے روزے رکھا کرو۔ (حسن صحیح عندالالبانی، دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/ ۴۰۲ ح ۷۶۱)

ملحان القیسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ایام بیض (یعنی چاند کی تیرہویں چودہویں اور پندرہویں تاریخ) کو روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ (ان کا ثواب) عمر بھر روزہ رکھنے کی طرح ہے۔ (صحیح عند الالبانی، دیکھئے: صحیح ابوداود ۲/ ۴۶۴ ح ۲۱۱۵)

(۸) **صوم داؤدی (ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا:** جس کے پاس طاقت ہو اس کے حق میں مستحب ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے جسے صوم داؤدی کہا جاتا ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "......اللہ کے یہاں سب سے پسندیدہ روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے، آپ ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن نہ رکھتے۔ (بخاری ۱۱۳۱، مسلم ۱۱۵۹)

عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "داؤد علیہ السلام کے روزے سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں، وہ نصف زمانہ کا روزہ ہے ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن نہ رکھو" (بخاری ۱۹۸۰)

آپ ﷺ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن نہ رکھو اس لئے کہ یہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور یہ سب سے افضل روزہ ہے، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے بہتر نہیں ہوسکتا" (بخاری ۱۹۷۶، مسلم ۱۱۵۹) "لیکن یہ روزہ مشروط ہے کہ روزہ رکھنے سے بندہ کا جسم اس قدر کمزور نہ ہو جائے کہ وہ روزہ سے افضل اور بہتر چیز حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا نہ کر سکے، ورنہ روزہ ترک کرنا افضل ہے۔" (الشرح الممتع ۶/ ۴۷۴)

(۹) **موسم سرما میں بکثرت روزے رکھنا:**

موسم سرما میں بکثرت روزے رکھنا مستحب ہے۔

عامر بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الغنيمة الباردة الصوم في الشتاء" بھوک و پیاس کی بہت زیادہ کلفت کے بغیر حاصل ہونے والا اجر موسم سرما کا روزہ ہے۔ (صحیح عندالالبانی، دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/ ۴۱۸ ح ۷۹۷)

(۱۰) **وہ شخص جس کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہ**

**ھو:** جس کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہ ہو اس کے حق میں مستحب ہے کہ اس دن روزہ رکھ لے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تھا کہ آپ جب گھر تشریف لاتے اور کھانے کے لئے کوئی چیز نہ ہوتی، تو آپ ﷺ روزہ کی نیت کر لیتے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ایک روز رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، فرمایا: تمہارے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز ہے، میں نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تب میں روزہ سے ہوں، پھر آپ ﷺ دوسرے دن گھر میں تشریف لائے، تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کسی نے حیس بطور ہدیہ بھیجا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دکھلاؤ، میں نے صبح روزہ کی حالت میں کی ہے، آپ ﷺ نے اس میں سے کھایا۔[حیس: وہ کھانا جو کھجور، گھی اور پنیر سے ملا کر بناتے ہیں] (مسلم ۱۱۵۴)

ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"**الصائم المتطوع أمير نفسه ان شاء صام و ان شاء أفطر**" نفلی روزہ رکھنے والا خود کا امیر ہے چاہے تو روزہ رکھے اور چاہے تو توڑ دے۔ (صحیح عند الالبانی، دیکھئے: صحیح الجامع ۳۸۵۴)

علامہ عبدالرؤف المناوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"مذکورہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نفلی روزہ رکھنے والے پر لازم نہیں ہے کہ روزہ شروع کرنے کے بعد وہ اسے پورا ہی کرے اور اگر توڑ دے تو اس پر اسکی قضا لازم نہیں ہے۔" (فیض القدیر ۴/ ۲۳۱)

(۱۱) وہ نوجوان جو اپنے بارے میں زنا سے ڈرے وہ روزہ رکھے:

وہ نوجوان جسے شہوت جماع پریشان کر رکھی ہو لیکن مالی بحران کی وجہ سے وہ شادی کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کے حق میں مستحب ہے کہ روزہ رکھے کیوں کہ روزہ سے شہوت جماع کمزور ہوتی ہے۔

عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"**یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فانه أغض للبصر و أحصن للفرج و من لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء**"

اے نوجوانو کی جماعت! تم میں سے جو شادی کی طاقت رکھتا ہو وہ شادی کر لے، کیوں کہ شادی سے نگاہ نیچی رہتی اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے اور جو (مالی قدرت نہ ہونے کی وجہ سے) شادی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے کیوں کہ روزہ اس کے لئے ڈھال ہے۔ (بخاری ۱۹۰۵، ۵۰۶۵، مسلم ۱۴۰۰)

علامہ ابن بطال رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں: "مذکورہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے امت کو شادی کی ترغیب دی ہے تاکہ وہ اپنی نگاہوں کو پست رکھ سکیں اور شرمگاہ کی حفاظت کر سکیں، لیکن جس کو مالی فقدان کی وجہ سے شادی کی طاقت نہ ہو اور وہ اپنے بارے میں زنا کاری کا ڈر محسوس کرتا ہو وہ روزہ رکھ کر شہوت جماع سے دفاع کرے۔" (شرح البخاری لابن بطال ۷/ ۲۹)

## دوسری قسم: غیر مقید نفل روزے:

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی (نفل) روزہ نہ رکھتے یہاں تک کہ ہمیں گمان گزرتا کہ آپ اس مہینہ میں روزہ رکھیں گے ہی نہیں اور کسی مہینہ لگاتار روزے رکھتے ہمیں خیال آتا کہ آپ روزہ چھوڑیں گے ہی نہیں اور ہم رات کو جب بھی آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتے تو دیکھ لیتے اور سوئے ہوئے دیکھنا چاہتے تو دیکھ لیتے۔ (بخاری ۱۱۴۱)

حمید بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کی بابت پوچھا، تو انھوں نے کہا: میں آپ ﷺ کو روزہ کی حالت میں دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا اور افطار کی حالت میں دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا اور (اسی طرح) رات کو سوتے جاگتے جس حالت میں دیکھنا چاہتا دیکھ لیتا اور کوئی حریر و دیباج (کاٹکڑا) رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے نرم اور کسی بھی مشک و عنبر کی خوشبو آپ کی خوشبو سے بڑھ کر نہ تھی۔ (بخاری ۱۹۷۳)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لگاتار روزے رکھتے رہتے یہاں تک کہ لوگ کہتے کہ آپ روزہ رکھنا نہیں چھوڑیں گے اور آپ روزہ رکھنا چھوڑ دیتے یہاں تک کہ لوگ کہتے کہ آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔ (صحیح عند الالبانی) دیکھئے: صحیح النسائی ۱/ ۱۹۹ ح ۲۳۴۷)

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "مذکورہ حدیث کا مفہوم یہ ہے نفلی روزوں اور نماز تہجد کی بابت رسول اللہ ﷺ کا حال مختلف ہوتا تھا چنانچہ آپ نفل روزے کبھی مہینہ کے شروع، کبھی بیچ اور کبھی آخر میں رکھتے تھے جیسا کہ نفل نمازیں کبھی رات کے شروع، کبھی بیچ اور کبھی آخر شب میں پڑھتے تھے، لہذا اگر کوئی شخص ایک دو مرتبہ کا مراقبہ کرتا تو کسی نہ کسی مرتبہ آپ کو روزہ اور نماز کی حالت میں پا جاتا، یہی مفہوم ہے مذکورہ حدیث کا: "کہ تم جب رات میں آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتے تو دیکھ لیتے اور سوئے ہوئے دیکھنا چاہتے تو دیکھ لیتے اور جب روزہ کی حالت میں دیکھنا چاہتے تو دیکھ لیتے" یہ مراد نہیں ہے کہ آپ برابر روزہ ہی رکھتے تھے اور پوری رات نماز ہی پڑھتے تھے۔" (عمدۃ القاری ۱۱/ ۶۸، فتح الباری ۴/ ۲۵۵)

امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: "مذکورہ احادیث کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ بندہ مسلم کے لئے مستحب ہے کہ اس کا کوئی مہینہ بلا روزہ نہ گزرے اور نفل روزوں کے لئے کسی مخصوص وقت کی تعیین نہیں ہے بلکہ عیدین اور ایام تشریق کے علاوہ سال کے کسی بھی وقت میں رکھے جا سکتے ہیں۔" (شرح النووی علی صحیح مسلم ۸/ ۳۷)

اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سنت رسول کی اتباع میں بکثرت نفل روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

# آسیب زدگی، اسباب، بچاؤ وعلاج

محمد فاروق محمد الیاس سلفی بلرامپوری
9628718190

جن اور شیاطین اس انسانی بستی میں ایک ایسی مخلوق ہیں جو ہمارے ساتھ رہتی اور بستی ہیں اور زندگی کے ہر موڑ پر ان سے ہمارا واسطہ پڑا ہوا ہے۔ وہ ہم سے اتنے قریب ہیں کہ ہماری رگوں میں دوڑنے والے خون کے ساتھ وہ بھی ہمارے اندر آباد ہیں ہمارے نفس پر سوار، دماغوں، اور خیالات میں رچے بسے، کھانوں میں شریک، معاملات میں دخیل، بیوی بچوں میں حائل، کہیں رہنما کی شکل میں، کہیں دشمنوں کی فوج میں، غرض اس انسانی بستی میں جہاں جہاں انسان آباد ہیں وہاں وہاں یہ بھی ساتھ ہیں، مسجد سے میخانے تک اور بازار سے تخت حکومت تک ہر جگہ یہ انسانوں کے دوش بدوش کارزار حیات میں برسر پیکار ہیں، اس کے باوجود یہ ہماری نظروں سے غائب ہیں ہم انھیں ان کی اپنی حقیقی شکل وصورت میں دیکھ نہیں پاتے لیکن یہ شکلیں بدل کر ہمارے ساتھ رہتے ہیں۔ کبھی یہ سانپ بن کر رینگتے ہیں کبھی کتے بن کر بھونکتے ہیں کبھی گدھے بن کر انسانی بستیوں میں رہتے ہیں کبھی یہ خضر کی صورت میں جستجو پارسائی پہن کر رہنما کی شکل میں آتے ہیں کبھی انتہائی خونخوار ظالم اور بے رحم قاتل کی شکل میں آتے ہیں ویسے ان میں مومن اور کافر بھی ہیں کتنے ان میں تہجد گزار عالم باعمل اور پابند شریعت ہوتے ہیں اور بہت ایسے بھی ہیں جو بلاوجہ مسافروں کو بھٹکاتے اور تنگ کرتے ہیں، عورتوں کو چھیڑتے اور میاں بیوی کے درمیان پھوٹ ڈالتے ہیں، عوام میں جھوٹی خبریں پھیلا کر فساد کراتے ہیں منظم اور پرسکون مجمع میں انتشار اور بھگدڑ پیدا کرتے ہیں، مسجد اور میخانوں میں جنگ کراتے ہیں تاریخ میں جنوں اور شیاطین کی بداعمالیوں اور شعبدہ بازیوں کے بڑے عجیب وغریب واقعات موجود ہیں جن سے بڑی عبرت حاصل ہوتی ہے۔ قرآن وحدیث میں جنوں اور شیاطین کے بڑے مفصل تذکرے موجود ہیں اور ان کے مکروفریب سے بچنے کی بہت سی آسان تدابیر بتائی گئی ہیں جن کو استعمال کرنے سے انسان کبھی بھی ان کے مکروفریب میں نہیں آسکتا اور یہ ہمیشہ اپنی چالوں میں ناکام ہی رہیں گے، انسان اور شیطان کی دشمنی ابتداء دنیا سے ہی ہے اور اس وقت سے آج تک وہ انسانوں کے خلاف برسر پیکار ہے لیکن اللہ نے اپنے مخلص اور محسن بندوں کو ہمیشہ شیطان کے شر سے بچایا ہے اور اپنے صالح بندوں کو یقین دلایا ہے کہ شیطان انتہائی بزدل بھی ہے اس کی تمام چالیں انتہائی کمزور اور لچر ہیں اس کا ہاتھ اللہ کے صالح اور پرہیزگار بندوں تک کبھی نہیں پہنچ سکتا، ہاں بسا اوقات انسان غفلت، سستی، بھول چوک اور معصیت ونافرمانی میں مبتلا ہوکر جنات کے حملے کا شکار ہوسکتا ہے۔

**جنات کی اقسام:** نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا: جنوں کی تین قسمیں ہیں (۱) ایک قسم کے جنات وہ ہیں جن کے پر ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے رہتے ہیں (۲) دوسری قسم کے جنات وہ ہیں جو سانپوں اور کتوں کی شکل میں ہوتے ہیں (۳) تیسری قسم ان جنات کی ہے جو مختلف مقامات پر پڑاؤ کرتے ہیں اور سفر پر رہتے ہیں (المشکاۃ للألبانی ۴۱۴۸) صحیح الجامع ۳/۸۵) اہل علم کے نزدیک جب جنوں کا خصوصی ذکر کیا جاتا ہے تو اسے جنی کہا جاتا ہے اور جو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں انھیں ''عامر'' کہتے ہیں اور بچوں کو چمٹ کر خوف زدہ کرتے ہیں انھیں ''ارواح'' (بدروحیں) کہا جاتا ہے۔ اور جوان میں سے خباثت اور سرکشی پر ہی کمربستہ رہے تو اسے ''شیطان'' کہا جاتا ہے جب یہ خباثت میں بڑھ جائے تو اسے ''مارد'' (سرکش) کہا جاتا ہے اور جب یہ جن چٹانیں تک منتقل کرسکیں اور ان کی رعونت وتکبر حد سے بڑھ جائے تو انھیں ''عفریت'' کہا جاتا ہے۔ (جناتی اور شیطانی چالوں کا توڑ ص ۵۷ جادو آسیب کا کامیاب علاج ص ۳۰)

**آسیب زدگی:** جنات انسانوں کو دو طرح سے تکلیف پہنچاتے ہیں۔ (۱) یا تو انسانی جسم میں داخل ہوجاتے ہیں اور اس پر کلی طور پر کنٹرول حاصل کرلیتے ہیں اسی کو آسیب زدگی کہتے ہیں (۲) یا پھر انسانی جسم میں داخل ہوئے بغیر مختلف انداز سے تکلیف پہنچاتے ہیں اور تنگ کرتے ہیں (جادو، جنات سے بچاؤ ص ۱۰۲) شیخ ابن عثیمینؒ نے بھی یہی بات ذکر فرمائی ہے کہ جنات انسان پر یا تو اس طرح اثر انداز ہوتے ہیں کہ جسم انسانی میں داخل ہوکر اسے آسیب زدہ بنادیتے ہیں یا پھر اسے دورے ڈال کر یا خوف ووحشت میں مبتلا کرکے تکلیف پہنچاتے رہتے ہیں۔ (مجموع الفتاویٰ لابن عثیمین ۱/۱۵۷)

جنات کی طرف سے انسانوں کو تکلیف پہنچانے کی پہلی صورت ایسی ہے کہ اس میں انسان کا عقل وشعور ہی باقی نہیں رہتا، وہ کیا کہہ رہا ہے اسے کچھ علم نہیں ہوتا، اس پر پاگل پن سی کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور بعض اوقات تو اس کے لئے کھڑا ہونا بھی مشکل ہوجاتا ہے اسے عربی میں ''مس'' یا ''الصرع'' کہا جاتا ہے، جس شخص پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے اسے ''المصروع'' کہا جاتا ہے، اردو میں اسے ''آسیب زدگی جن زدگی یا جن کا چمٹنا کہتے ہیں۔ (جادو، جنات سے بچاؤ ص ۱۰۴)

علامہ ابن قیمؒ زاد المعاد میں لکھتے ہیں کہ اکثر وبیشتر جنات ایسے لوگوں پر ہی غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں جن کی دین سے واقفیت کم ہوتی ہے اور جن کی زبان میں اور دل میں اللہ کی یاد، اللہ کی پناہ پکڑنے، نبوی اذکار ووظائف اور دیگر حفاظتی تدابیر سے لاتعلق ہوتے ہیں گویا خبیث جنات ایسے آدمی پر ہی حملہ آور ہوتے

ہیں جو(مسنون اذکار و وظائف کو ترک کر کے ) غیر مسلح ہو چکا ہوتا ہے بالفاظ دیگر جن اوقات میں انسان ایسی حفاظتی تدابیر سے تہی دامن ہوتا ہے انھی اوقات میں جنات اس پر غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔(زادالمعاد ۴/ ۶۹)

**آسیب زدگی کی علامات:** آسیب زدگی کی علامات دو طرح کی ہیں۔حالت بیداری کی علامات اور حالت نیند کی علامات:

**حالت بیداری کی علامات:** (۱) بغیر کسی طبی سبب کے جسم کے کسی حصے میں مسلسل درد رہتا ہو (۲) مختلف اوقات میں دورے پڑتے ہوں اور پاگلوں جیسی کیفیت طاری ہو جاتی ہو (۳) بعض اوقات مریض چیختا چلاتا ہو اور کبھی کبھار جانوروں کی سی آوازیں بھی نکالتا ہو (۴) اذان یا تلاوت قرآن سن کر بے چین ہوتا ہو (۵) نہ تو صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کو پسند کرے اور نہ ہی اس کا کسی عبادت و ریاضت کے کام کو دل چاہے (۶) ہمہ وقت ذہنی پریشانی، سستی و کاہلی اور شدید غفلت میں مبتلا رہتا ہو (۷) بعض اوقات آنکھوں کی یہ کیفیت ہوتی ہو کہ بند آنکھیں کوشش کے باوجود نہ کھلیں اسی طرح کھلی آنکھیں کوشش کے باوجود بند نہ ہو۔

**حالت نیند کی علامات:** (۱) نیند کی کمی اور بے خوابی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔(۲) نیند میں انسان بار بار ڈر جاتا ہو (۳) ڈراونے خواب دیکھتا ہو (۴) خواب میں خوفناک سائے، ڈراونی صورتیں یا مختلف جانور جیسے بلی، کتا، سانپ، اونٹ، شیر، لومڑی، اور چوہا وغیرہ دیکھتا ہو (۵) خواب میں خود کو بلندی سے گرتے ہوئے دیکھتا ہو (۶) خواب میں اپنی انگلیوں کو کاٹتے ہوئے دیکھتا ہو (۷) خواب میں یہ دیکھتا ہو کہ کوئی گلا دبانے کی کوشش کر رہا ہے (۸) خواب میں یہ دیکھتا ہو کہ کوئی قتل کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔(۹) خواب میں خود کو کسی قبرستان یا کسی اور وحشت ناک مقام پر دیکھتا ہو۔(۱۰) خواب میں خود کو بہت زیادہ ہنستے ہوئے یا بہت زیادہ روتے ہوئے دیکھتا ہو۔

نوٹ: یہاں یہ واضح رہے کہ یہ علامات اغلباً آسیب زدگی کے مریض میں پائی جاتی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان علامات والا مریض سو فیصد آسیب زدہ ہی ہو کیونکہ علامات کی حیثیت محض قرائن یا اشاروں کی ہوتی ہے جو کسی بھی چیز تک پہنچنے کا صرف ایک ذریعہ ہوتے ہیں لہٰذا ان علامات کے ذریعہ امکانی صورت تو پیدا ہو سکتی ہے لیکن حتمی و یقینی صورت نہیں۔

**آسیب زدگی کی تشخیص:** درج بالا علامات کے ذریعہ آسیب زدگی کا پتہ لگایا جا سکتا ہے اس کے علاوہ آسیب زدگی کی پہچان کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ مریض کے کان میں اونچی آواز سے اذان کے کلمات پڑھنا شروع کر دیں اور مسلسل پڑھتے جائیں مریض اگر آسیب زدہ ہوگا تو ایسا کرنے سے اس پر غشی طاری ہو جائے گی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے گا اور چیخ و پکار و آہ و بکاء کرنے لگے گا یا بالکل خاموش ہو جائے گا اور اپنی نگاہ آسمان کی جانب گاڑ دے گا یا دائیں یا بائیں جانب مرکوز رکھے گا اسی طرح بعض اوقات مسنون اذکار و وظائف پڑھنے سے بھی مریض کی ایسی حالت ہو جاتی ہے۔بعض اوقات تو اذان یا اذکار سن کر جن حاضر بھی ہو جاتا ہے اور کچھ ہی دیر میں بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

**آسیب زدگی کے خاص حالات:** اہل علم کا کہنا ہے کہ ہر وقت جن کو انسان پر غلبہ پانے یا اسے چمٹنے کی طاقت نہیں ہوتی بلکہ انسان خود بعض اوقات اپنی کمزوریوں کی وجہ سے ایسے حالات پیدا کرتا ہے کہ جن کو اس پر مسلط ہونے کا موقع مل جاتا ہے اور وہ خاص حالات حسب ذیل ہیں۔

(۱) سخت غصہ کی حالت (۲) سخت خوف کی حالت (۳) سخت غفلت کی حالت (۴) انتہائی خوشی کی حالت (۵) حرام طریقے سے شہوت رانی کی حالت (۶) عمداً یا لاشعوری طور پر جنات کو تکلیف پہنچانے کی حالت (جادو، جنات سے بچاؤ ص ۱۱۲ تا ۱۱۳)

**سیب زدگی کے اہم اسباب:** بالعموم جن وجوہات کی بنا پر انسان آسیب زدگی کا شکار ہوتا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ کی پکڑ: اہل علم کا کہنا ہے کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اللہ کی اطاعت کے کاموں سے غفلت ولا پرواہی اور شب و روز گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے آسیب زدگی کا شکار ہو جاتا ہے اور اس میں اللہ کی طرف سے سزا کا پہلو غالب ہوتا ہے۔

(۲) عشق و محبت: بعض اوقات جنات عورتوں پر یا چڑیلیں مردوں پر عاشق ہو جاتی ہیں اس لئے ان میں داخل ہو جاتی ہیں۔

(۳) انتقامی جذبہ: بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ لاعلمی میں انسانوں کے ہاتھوں جنات کو کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے چنانچہ انتقام کے طور پر وہ انسانوں کو چمٹ جاتے ہیں اور تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۴) بلاوجہ شرارت: بعض اوقات جنات محض شرارت کی غرض سے انسانوں کو تنگ کرتے ہیں، چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ انسانوں پر جنات کی آسیب زدگی بعض اوقات عشق اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے ہوتی ہے جس طرح انسانوں میں سے کوئی کسی دوسرے کا عاشق ہو جاتا ہے (اسی طرح جن بھی کسی مرد یا عورت کے عشق میں گرفتار ہو جاتا ہے) اکثر و بیشتر جنات کے چمٹنے کا سبب جنوں کا بدلہ لینے کا جذبہ بھی بنتا ہے۔ایسا اس طرح ہوتا ہے کہ انھیں کسی انسان سے (لاعلمی میں) تکلیف پہنچ جاتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس نے ایسا قصداً کیا ہے مثلاً کوئی شخص کسی جن پر پیشاب کر دیتا ہے یا اس پر گرم پانی ڈال دیتا ہے یا کسی کو قتل کر بیٹھتا ہے حالانکہ انسان کو ان چیزوں کا علم بھی نہیں ہوتا لیکن چونکہ جنوں میں جہالت کے ساتھ ساتھ ظلم کی روش بھی عام ہے اس لئے وہ اس انسان کو بہت سخت سزا دینا شروع کر دیتے ہیں اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جنوں کی طرف سے شرارت بلاوجہ ہوتی ہے جیسا کہ انسانوں میں بھی بعض بے وقوف لوگ بلاوجہ دوسروں کو تکلیف پہنچاتے ہیں (مجموع الفتاوٰی لابن تیمیہ ۱۹/ ۳۹-۴۰)

(۵) جادو: بعض اوقات آسیب زدگی کا سبب جادو بھی ہوتا ہے یعنی جادوگر کسی

کے کہنے پر اپنے جادوئی عملیات کے ذریعہ کسی خاص شخص کو تنگ کرنے کے لئے جن بھیج دیتا ہے وہ جن اس شخص میں داخل ہوجاتا ہے اور پھر گاہے گاہے اسے تنگ کرتا رہتا ہے کبھی اس پر دیوانگی کی کیفیت پیدا کر کے اور کبھی اسے مختلف دوروں میں مبتلا کر کے۔

**جنات کے سبب لاحق ہونے والے امراض:** جنات انسان کے لئے بہت سے امراض کا سبب بنتے ہیں ان امراض میں سے چند مشہور یہ ہیں۔(۱) انسان کو خوف ودہشت میں مبتلا کرنا (۲) نفسیاتی اور اعصابی امراض جیسے پاگل پن، غم، قلق اور بے چینی، مرگی، وسوسے اور شخصیت میں خلل واقع ہوجانا (۳) اعضاء وجوارح کے امراض (یعنی اعضاء وجوارح کا ایسا مرض جس کے علاج سے اطباء قاصر ہوں اور اس کا کوئی طبی سبب ظاہر نہ ہو) (۴) نگاہ اچک لینا اور وہم میں مبتلا کر دینا (۵) جنسی امراض (جیسے صحبت پر عدم قدرت، سرعت انزال) (۶) نسوانی امراض (جیسے بانجھ پن، خون رسنا، ماہواری کی بے قاعدگی، سوزش، جلن) (۷) ایسے دو آدمیوں کے درمیان عداوت اور دشمنی، بغض ونفرت اور تفرقہ پیدا کر دینا جن میں باہم گہرا ربط ہو جیسے میاں بیوی، شریک تجارت، دو دوستوں کے درمیان، افراد خاندان۔(۸) مکانات اور جائداد کے ساتھ کھلواڑ کرنا اور ان کو نقصان پہنچانا جیسے آگ لگا دینا، سامان الٹ پلٹ کر دینا، گھر پر پتھر برسانا۔(جادو اور آسیب کا کامیاب علاج ص۵۲)

**آسیب زدگی کا علاج کرنے والے معالج کے لئے ضروری ہدایات:**

(۱) معالج کے لئے ضروری ہے کہ وہ باوضو ہو اور اس کا جسم، لباس اور مطلوبہ جگہ پاک وصاف ہو۔

(۲) علاج کرنے سے پہلے خود اپنے جسم پر سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی، سورہ فلق، سورہ ناس، سورہ بقرہ کی آخری دو آیات اور درود ابراہیمی پڑھ کر پھونک لے۔

(۳) اپنے اوپر اعتماد رکھے کہ اس کے پاس ایسا ہتھیار ہے کہ جس سے بڑے سے بڑا جن وشیطان بھی کانپتا ہے۔

(۴) اللہ پر توکل وبھروسہ رکھے اور تقدیر پر ناقابل متزلزل ایمان رکھے۔

(۵) معالج کے لئے ضروری ہے کہ وہ پرہیزگار اور اپنے ظاہر وباطن میں دیندار ہو نیز اطاعت کے ان اعمال کا پابند ہو جن کے ذریعہ وہ شیطان کو ذلیل وخوار کر سکے۔

(۶) معالج کے لئے یہ ضروری ہے کہ دم پڑھنے کے ساتھ ساتھ دعوت کے فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پہلو کو بھی مدنظر رکھے۔ مریض اور اس کے متعلقہ لوگوں کو اللہ سے تقویٰ، نمازوں کی حفاظت، ذکر ودعا کی کثرت اور نافرمانیوں سے کنارہ کش رہنے اور اللہ کی تقدیر پر صبر واستقامت اختیار کرنے کی تلقین کرے۔

(۷) معالج پر فرض ہے کہ وہ مریض کے حالات کی معرفت حاصل کرے کیونکہ مریض کے احوال کی گہرائی میں اترنا، اس کے مرض کے اسباب ومتعلقات کی پہچان کرنا اہم ترین معاملہ ہے۔

(۸) معالج جنوں کی دھمکیوں سے مرعوب اور خوفزدہ نہ ہو کیونکہ شیطان کی ہر تدبیر ضعیف وکمزور ہے۔

(۹) معالج کو یہ بات بھی یاد رہے کہ جن زیادہ تر جھوٹ بولتے ہیں اور وہ ہر معاملے میں سچے نہیں ہوتے۔

(۱۰) مریض اگر کوئی غیر محرم عورت ہے تو اس کے کسی محرم رشتہ دار کی موجودگی ہی میں اس کا علاج کرے اور پردے کا اہتمام کرائے۔

(۱۱) معالج اپنی نیت خالص رکھے، دم کا مقصد دولت سمیٹنا اور ریاکاری نہ ہو بلکہ اللہ کے پاس سے اجر وثواب اس کا نصب العین ہو۔

(۱۲) معالج پر ضروری ہے کہ وہ مریض کے دل میں امید کی روح بیدار کرے اور مرض کا معاملہ اس پر آسان کرے اور اپنی اہمیت جتانے کے لئے اسے ہولناک نہ بنا دے۔

**آسیب زدگی کا علاج:** معالج سب سے پہلے مریض کے کان میں اذان دے کیونکہ فرمان رسول ہے جب نماز کے لئے اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے (صحیح بخاری حدیث نمبر۱۶۶۳) عموما پہلی یا تیسری اذان کے اختتام تک جن بھاگنے کی کوشش کرنے لگے گا اور اگر ایسے اثرات دکھائی نہ دیں تو نو اور گیارہ مرتبہ تک پوری اذان بار بار اونچی آواز سے مریض کے کان میں معالج سنائے پھر معالج قرآن پڑھ کر مریض کے اوپر دم کرے جن آیات کو پڑھ کر مریض پر دم کیا جائے وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) سورہ فاتحہ (۲) سورہ بقرہ کی ابتدائی پانچ آیات (۳) سورہ بقرہ کی آیات ۱۶۳-۱۶۴ (۴) آیۃ الکرسی (۵) سورہ بقرہ کی آخری دو آیات ۲۸۵-۲۸۶ (۶) سورہ آل عمران کی آیات ۱۸-۱۹ (۷) سورہ اعراف کی آیات ۵۴-۵۶ (۸) سورہ مومنون کی آیات ۱۱۵-۱۱۸ (۹) سورہ صافات کی آیات ۱-۱۰ (۱۰) سورہ احقاف کی آیات ۲۹-۳۲ (۱۱) سورہ رحمٰن کی آیات ۳۳-۳۶ (۱۲) سورہ حشر کی آیات ۲۱-۲۴ (۱۳) سورہ جن کی آیات ۱-۹ (۱۴) سورہ ہمزہ (۱۵) سورہ اخلاص (۱۶) سورہ فلق (۱۷) سورہ ناس

مذکورہ بالا آیات کو پڑھ کر دم کرنے کے بعد درج ذیل تین حالات میں سے کوئی ایک حالت پیش آسکتی ہے (۱) مریض پر بے ہوشی طاری ہوجائے اور جن گفتگو کرنے لگے (۲) مریض بے ہوش نہ ہو لیکن اس پر بعض علامات ظاہر ہوجائیں (۳) مذکورہ دونوں حالتوں میں سے کوئی بھی حالت سامنے نہ آئے تو اس صورت میں مریض کا مرض طبی یا نفسیاتی متصور ہوگا۔ جب مریض پر بے ہوشی طاری ہوجائے اور جن گفتگو کرنے لگے تو معالج اس سے درج ذیل سوالات کرے۔ تمہارا نام کیا ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ تمہارے لگنے وچمٹنے کی وجہ کیا ہے؟ اگر اس کے لگنے کی وجہ کوئی ایسا منکر کام ہے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے تو اسے بتایا جائے کہ یہ کام حرام ہے۔ تاکہ اس پر حجت قائم ہوجائے، اسی طرح اسے یہ بھی بتایا جائے کہ اس کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ نافذ کیا جائے گا۔ لیکن اگر اس کے لگنے کی وجہ انسان

سے انتقام اور بدلہ لینا ہے تو بتایا جائے کہ اس انسان نے عمداً تمہیں تکلیف نہیں دی ہے اور جو عمداً کسی کو تکلیف نہ دے وہ سزا کا مستحق نہیں اور اگر انسان نے اپنے گھر اور اپنی ملکیت میں کوئی کام کیا جس سے جن کو تکلیف پہنچی ہے تو یہ بتایا جائے کہ گھر اس کی ملکیت ہے اور اسے اس میں ہر جائز تصرف کا حق ہے اور تمہیں انسان کی اجازت کے بغیر اس کی ملکیت (گھر) میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ معالج اسی طرح جن کو اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ سناتا رہے اس پر حجت قائم کرتا رہے اسے معروف کا حکم دیتا رہے اور منکر سے روکتا رہے جس طرح انسان کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اگر وعظ ونصیحت کے ذریعہ جن راہ راست پر آجائے تو بڑی اچھی بات ہے ورنہ معالج کو حق ہے کہ اسے ڈانٹ ڈپٹ کرے، دھمکی دے اور لعن وطعن اور سب وشتم کرے اور اسے جانے کا حکم دے اس طرح سے جن چلا جائے گا اور مریض نارمل حالت میں ہوجائے گا۔

مذکورہ آیات پڑھنے پر اگر مریض بے ہوش نہ ہو تو کچھ علامات ایسی ہیں جن کے ذریعہ جن لگنے کا پتہ لگایا جاسکتا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں۔

(۱) مریض کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر سن ہوجائیں (۲) اس کے بدن پر لرزہ طاری ہوجائے یا وہ دانت کٹکٹائے (۳) بایاں ہاتھ یا بایاں پیر سن ہوجائے (۴) دونوں آنکھوں کو تیزی سے جھپکائے (۵) چکر آنے لگے اور قے کی ضرورت محسوس ہو۔

جب مریض کے اوپر قرآن پڑھنے پر ان حالات میں سے کوئی حالت پیدا ہوجائے تو اس کو جن لگنے کا احتمال ہے چنانچہ اس حالت میں اسی سابقہ طریقہ سے اسے اپنا علاج کرنا وکرانا ہوگا اور اس طرح سے مریض اچھا ہوجائے گا اور جن وشیطان بھاگ جائے گا۔ کبھی کبھی کئی کئی بار مریض پر دم کرنے کی ضرورت پڑسکتی ہے۔ لیکن اگر کسی صورت سے جن مریض کو نہ چھوڑے اور جانے کے لئے تیار نہ ہو تو معالج مریض پر اپنا وظیفہ دھرانا (قرآن پڑھنا) شروع کردے اور یاد رکھے کہ یہ قرآنی آیات اور مسنون اذکار ووظائف کے کلمات جنوں پر تیر وتلوار سے بڑھ کر خطرناک ثابت ہوتے ہیں اور ان کلمات کا اس قدر اثر ہوتا ہے کہ وہ جن معالج سے التجائیں وفریادیں کرے گا کہ تم ان کلمات کو پڑھنا چھوڑ دو ایسی صورت میں معالج اس سے وعدہ لے کہ پہلے وہ اس مریض کو چھوڑے ورنہ یہ وظائف کا عمل جاری رہے گا۔ اگر معالج کے ساتھ اللہ کی توفیق شامل حال رہی تو معالج یقیناً کامیاب ہوجائے گا اور وہ جن نکل کر بھاگ جائے گا۔

**مریض کے لئے چند ضروری ہدایات:** (۱) مریض پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو مضبوط رکھے، صبر کا دامن پکڑے رہے اور نا امیدی کا شکار نہ ہو اور یہ بھی ذہن نشیں رکھے کہ آزمائش پر صبر کرنا قضا وقدر پر ایمان کا ایک لازمہ ہے (۲) مریض کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ اسے جو مصیبت لاحق ہوئی ہے وہ اللہ کے علم اور اس کی مقرر کردہ تقدیر سے ہے۔ (۳) مریض پر واجب ہے کہ وہ اعتقاد رکھے کہ شفا عطا کرنے والی اللہ کی ذات ہے اور دم کرنا تو محض شفا کے لئے مشروع اسباب اختیار کرنے کے قبیل سے ہے نیز دم میں اصل چیز پڑھی جانے والی دعا یعنی اللہ کا کلام ہے نہ کہ پڑھنے والا شخص لہٰذا دل کو شخصیات سے وابستہ نہیں کرنا چاہیے۔ (۴) مریض پر واجب ہے کہ وہ دل جمعی کے ساتھ اللہ سے دعا کرے، قبولیت دعا کی شرائط مکمل ہوں تو دعا مصیبت رفع کرنے کے قوی ترین اسباب میں سے ہے۔ (۵) مریض کثرت سے توبہ واستغفار کرے (۶) مریض کثرت سے قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرے (۷) مریض صبح وشام کے اذکار کی پابندی کرے (۸) بقدر استطاعت باوضو رہنے کی کوشش کرے (۹) کوئی بھی کام بسم اللہ کے بغیر شروع نہ کرے۔ (۱۰) نمازوں کی پابندی کرے (۱۱) صدقات وخیرات کا اہتمام کرے (۱۲) تصاویر سے گھر کو صاف رکھے (۱۳) سوتے وقت سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی، سورہ بقرہ کی آخری دو آیات، سورہ اخلاص، سورہ فلق، سورہ ناس تین تین مرتبہ پڑھنے کا التزام کرے (۱۴) درج ذیل دعائیں بھی تین تین بار پڑھے (الف) اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق (ب) بسم اللہ الذی لایضرمع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم (ج) اعوذ باللہ من الشیطان الرحیم۔

اللہ ہر ایک کو آسیب زدگی سے محفوظ رکھے اور اذکار کی پابندی کرنے کی توفیق دے۔

**مراجع ومصادر**


(۱) جادو اور آسیب کا کامیاب علاج۔ ابومنذر خلیل ابراہیم

(۲) جنات کا پوسٹ مارٹم۔ حافظ مبشر حسین لاہوری

(۳) جناتی اور شیطانی چالوں کا توڑ۔ شیخ عبداللہ بن محمد طیار وشیخ سامی بن سلمان المبارک

(۴) جن اور شیاطین کی دنیا۔ عمر سلیمان الاشعر

(۵) طلسماتی اور جناتی پھندے۔ قاضی کاشف نیاز

(۶) جادو کی حقیقت جنوں اور شیاطین کی دنیا۔ غازی عزیر

(۷) شیطان انسان کا ازلی دشمن۔ ابن عبدالشکور

(۸) جن وشیاطین اور جادو کے اثرات کا شرعی علاج۔ محمد یوسف خاں عمری

(۹) انسان اور شیطان۔ حافظ مبشر حسین لاہوری

(۱۰) جادو، جنات اور نظر بد کا توڑ۔ محمد جمیل اختر لاہوری

(۱۱) شیطان سے بچاؤ کی کتاب۔ حافظ عمران ایوب لاہوری

(۱۲) جادو، جنات سے بچاؤ کی کتاب۔ حافظ عمران ایوب لاہوری

(۱۳) جادو کا علاج قرآن وسنت کی روشنی میں۔ شیخ وحید عبدالسلام بالی

(۱۴) جادو کا شرعی علاج اور ساحروں کی سرکوبی۔ شیخ وحید عبدالسلام بالی

(۱۵) تعویذ گنڈوں اور جنات وجادو کا علاج۔ ابوعدنان محمد منیر قمر

(۱۶) تعویذ گنڈہ، جادو اور نظر بد کا شرعی علاج۔ حافظ صلاح الدین عظیم اللہ عرفانی

(۱۷) نظر بد، جادو اور نفسیاتی بیماریوں کا قرآنی علاج۔ شیخ عبداللہ بن عبدالعزیز العیدان

(۱۸) شرعی روحانی علاج۔ شیخ سعید بن علی بن وہف القحطانی


☆☆☆

پندرہ روزہ ترجمان دہلی

# اصلاح معاشرہ میں صحابیات کا کردار

ابوعدنان سعید الرحمٰن نور العین سنابلی
المرکز الاسلامی الثقافی الہندی للترجمۃ والتالیف، نئی دہلی
Mob. 8285162681

صحابیات کرام کا نام جونہی زبان پر آتا ہے، انسانی ذہن و دماغ ان پاک باز اور نیک صفت خواتین کی یاد سے معطر اور تروتازہ ہوجاتا ہے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے رسول جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے لئے انتخاب فرمایا اور ان کے اخلاق وکردار کی تعریف ہی نہیں فرمائی بلکہ ان کو اپنی رضامندی کا پروانہ عطا فرمایا۔ صحابیات رضی اللہ عنہن اجمعین وہ باکمال اور نیک طینت خواتین تھیں جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیدار اور صحبت کا شرف حاصل ہوا اور انہوں نے کبھی اپنے گھر کے رجال سے تو کبھی براہ راست رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین اسلام کو سیکھا اور پھر روشن ستارہ بن کر اپنے گردونواح کو روشنی بخشا اور علم وعمل اور فقہ وفہم کے ایسے اسرار ورموز چھوڑے کہ بہت سارے رجال بھی ان کے سامنے ہیچ ہوجائیں۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام عمارہ، سیدہ انیسہ، سیدہ خدیجہ، سیدہ فاطمہ، ام المومنین حفصہ، ام المومنین زینب، سیدہ حمنہ بنت جحش وغیرہن نے فہم وادراک اور علم و فقہ کے ایسے موتی بکھیرے کہ ان کے زمانے کے لوگوں نے انہیں چن کر اپنے دامن کو بھرا اور رہتی دنیا تک کے لئے محفوظ کیا۔

عہد رسالت کی ان نیک صفت خواتین نے گھر کی چہار دیواری کے اندر خود کو محدود نہیں کیا، بلکہ انہوں نے بے شمار ایسے کام انجام دیئے جن سے ان کی اولوالعزمی، مذہب اسلام کے لئے جاں نثاری، پیغمبر اسلام کے لئے جذبۂ قربانی اور جذبۂ فدائیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ غزوات کی تاریخ پڑھیں، ان میں خواتین بڑی تعداد میں شرکت فرماتی تھیں اور اسلامی فوج کے لئے پانی کا بندوبست نیز زخمیوں کے لئے مرہم پٹی کا کام کیا کرتی تھیں۔ مساجد میں قائم ہونے والے دینی دروس اور علمی مجلسوں میں شرکت کرتی تھیں اور بھرپور استفادہ کرتی تھیں۔ احادیث اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ خواتین گھروں کے علاوہ کھیتوں اور کھلیان میں جاکر جانوروں کا چارہ بھی لایا کرتی تھیں۔ عہد رسالت میں عالمہ اور فاضلہ صحابیات گھروں میں علمی مجلسیں بھی منعقد کیا کرتی تھیں جن میں دیگر صحابیات بڑی تعداد میں شرکت فرماکر استفادہ کیا کرتی تھیں۔ دفاع ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور جنگوں میں سب کچھ لٹا دینے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بخیروعافیت ہونے پر بڑے پرسکون لہجہ میں کہا کرتی تھیں ”کل مصیبة بعدک جلل“ یعنی آپ کے ہوتے ہوئے تمام مصائب ہیچ اور کمتر ہیں۔ آپ چشم تصور کا استعمال کریں اور سوچیں کہ یہ وہ ستودہ صفات خواتین تھیں کہ جب ان میں سے کسی غامدیہ سے کوئی غلطی سرزد ہوجاتی تو بارگاہ رسالت میں آکر غلطی کا اعتراف بھی کرتی تھیں اور اس کی سزا بھی برداشت کرتی تھیں۔ صلح حدیبیہ کا موقع یاد کیجئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ سے کچھ شرطوں پر بیعت کرتے ہیں جو کہ صحابہ کرام پر نہایت گراں گزرتا ہے جس کا اظہار عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسا جلالی انسان یہ کہہ کر کرتا ہے: ”فیم نعطی الدنیئة فی دیننا“ یعنی ہم دین کے معاملے میں ذلت ورسوائی کیوں کر برداشت کریں۔ اسی دوران اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو حلق اور تقصیر کا حکم دیتے ہیں لیکن سب غموں سے اس قدر نڈھال ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر کوئی توجہ نہیں دیتا، حتی کہ آپ بے حد پریشان ہوتے ہیں، اس موقع پر ایک ام المومنین صحابیہ ہی کا مشورہ کام آتا ہے کہ آپ خود پہلے حلق کرالیں، آپ کو دیکھ کر سبھی لوگ اس عمل کو انجام دیں گے اور ہوا بھی یہی کہ سب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق کے عمل کی پیروی کی۔ غرضیکہ صحابیات کی زندگی کا ہر گوشہ بڑا تابناک اور بے حد روشن ہے۔ ان کی زندگی میں بعد میں آنے والی خواتین ہی نہیں، بلکہ رجال کے لئے بھی اسوہ اور نمونہ ہے۔ ان کی زندگیاں ہمارے لئے آئیڈیل ہیں۔ ان کے اخلاق وکردار ہمارے لئے لائق اتباع ہیں۔ ان کے عادات واطوار قابل تقلید ہیں۔ ان کے شب وروز کے اعمال وافعال اتباع و پیروی کے قابل ہیں۔

بہرحال، صحابیات کی زندگی بے حد تابناک، شاہکار، قابل رشک، لائق اتباع اور قابل تقلید ہے۔ اصلاح معاشرہ کے ضمن میں صحابیات نے جو سرگرم رول ادا کیا ہے، وہ قابل قدر ہے۔ چونکہ یہ خواتین کی وہ جماعت تھی جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تربیت پروان چڑھی تھی اور اسلامی تعلیمات کو اس کے اصل مصدر و مرجع سے حاصل کیا تھا، اسی وجہ سے یہ جماعت ہمہ وقت اصلاح معاشرہ کے لئے کوشاں رہتی تھی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو اپنا فرض منصبی سمجھتی تھی۔

صحابیات کے اصلاح معاشرہ میں سرگرم رول ادا کرنے کی چند مثالیں:

یوں تو کتب احادیث اس بات کے تذکرے سے بھرے پڑے ہیں، لیکن ہمیں معلوم ہے کہ معاشرہ کی اصلاح کا بہت حد تک دارومدار حکمرانوں، امراء اور ارباب حکومت پر ہے۔ اگر حکمراں ٹھیک ہیں تو گویا پورا معاشرہ اور سماج ٹھیک راستے پر گامزن رہے گا۔ جب حکمراں ہی گمراہ ہوجائے، رعایا پر ناحق ظلم وستم کرنے لگے یا غیرشرعی اعمال کی انجام دہی کرنے لگے تو معاشرے میں فساد اور بگاڑ پیدا ہونے لگتا ہے۔ صحابیات کی داستان پڑھیں تو آپ کو ایسے واقعات بھی ملیں گے کہ وہ بڑے سے بڑے ظالم امراء اور گورنروں سے مرعوب نہیں ہوئیں بلکہ ان کے سامنے بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حق گوئی سے کام لیا اور ان کے ظلم وجبر پر تنقید کی۔ ابونوفل کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد حجاج بن یوسف ثقفی اسماء بنت ابی

بکر رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور عرض کیا: میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ جو کچھ کیا اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: میرا خیال ہے کہ تم نے اس شخص کی دنیا خراب کردی لیکن اس نے تمہاری آخرت خراب کردی۔ سن لو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ کہا تھا کہ قبیلہ ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک ہلاک کرنے والا پیدا ہوگیا، جھوٹے کو تو ہم دیکھ چکے ہیں اور جہاں تک ہلاک کرنے والے کا تعلق ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ تم ہی ہو، ابونوفل کہتے ہیں کہ حجاج اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس سے اٹھا اور دوبارہ ان کے پاس نہیں گیا۔ (صحیح مسلم)

معاشرہ میں اگر بے کاری عام ہوجائے اور معاشرے کا ہر فرد نا کارہ ہونے لگے، اسے کوئی ہنر نا آئے تو پھر اس کا شاخسانہ یہ ہوگا کہ معاشرہ کا تانا بانا چرمرا جائے گا اور معاشرہ و ملک میں اشیائے خورد ونوش کی قلت ہوجائے گی۔ ہم صحابیات کی زندگی کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے اس تعلق سے معاشرے کو جگانے کا کام کیا اور پیشہ وارانہ کاموں میں از خود حصہ لے کرامت کو اس بات کی تعلیم دی کہ حرکت میں برکت ہے اور ہنر سے آراستہ ہونا نا کارہ ہونے سے بہتر اور اولی ہے۔

کاشت کاری عموما مردوں کا کام سمجھا جاتا ہے، عہد رسالت میں خواتین نے بھی اسے انجام دیا ہے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری خالہ کو طلاق ہوگئی، انہوں نے عدت کے دوران چاہا کہ اپنے باغ میں جا کر کھجوریں جمع کریں، ایک شخص نے ان کو نکلنے پر ڈانٹ دیا، لہذا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم باغ میں جا کر کھجوریں جمع کرو، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ تم انہیں صدقہ کردو یا کوئی اور نیکی کا کام کرو۔ (صحیح مسلم)

غلہ بانی کے ذریعہ بھی صحابیات نے ہنر مندی کی تعلیم دی ہے اور نا کارہ پنی سے دور رہنے کا درس دیا ہے۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی باندی ایک پہاڑ پر بکریاں چرا رہی تھی کہ اچانک ایک بکری کو زخم لگ گیا، اس نے اس بکری کو پکڑا اور پتھر سے ذبح کردیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو کھالو۔

معاشرہ میں بگاڑ کا ایک بہت بڑا سبب خواتین کا اسلامی تعلیم سے تہی داماں ہونا، اسلامی لباس سے عاری ہونا، بے پردگی کا مظاہرہ کرنا، عریانیت کو فروغ دینا ہے۔ اگر اس پر کنٹرول ہوجائے تو معاشرہ کی آدھی برائیاں بذات خود دم توڑ دیں گی اور ہر طرف اچھے عادات، عمدہ اخلاق، بہتر کردار کا بول بالا ہوگا۔ صحابیات کی زندگی پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مشکل گھڑی میں بھی اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کی اور کبھی بھی غلط خیال کو اپنے ذہن و دماغ میں نہیں بھٹکنے دیا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود واقعہ افک کو پڑھ جایئے کہ کس طرح سے منافقین نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی عزت سے کھلواڑ کرنے کی بزدلانہ حرکت کی لیکن رب تعالیٰ نے آپ کی براءت ساتویں آسمان سے نازل فرمائی۔ یہی نہیں، اس کے علاوہ بھی کتب تواریخ میں موجود صحابیات کی سیرت اور ان کی بایوگرافی پڑھ جایئے۔ آپ کا ذہن ان کے تذکرے سے معطر ہوگا، کسی بھی صحابیہ کی زندگی میں ادنی سا بھی فحاشی اور بے حیائی کا پہلو نہیں دکھائی دے گا اور اکا دکا واقعات ملیں گے بھی تو احساس ندامت میں ان صحابیات نے دربار رسالت میں آکر از خود اعتراف گناہ کیا ہے اور اس سے اپنی تطہیر کی ہے۔ صحابیات کی زندگی کا یہ روشن پہلو یقینی طور پر اصلاح معاشرہ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر آج بھی اسلامی سوسائٹی کی خواتین صحابیات کی سیرت کو اپنا لیں، اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال لیں، پردہ کا اہتمام کرلیں، بے پردگی اور عریانیت سے تائب ہوجائیں تو یقین جانئے کہ معاشرہ سے نصف برائیاں ختم ہوجائیں گی کیونکہ عورتیں ہی فتنوں کی جڑ اور بنیاد ہیں۔

اگر آپ حضرات سے سوال کیا جائے کہ ایک صالح معاشرہ کے قیام کے لئے سب سے زیادہ کون سی چیز ضروری ہے؟ ظاہر سی بات ہے کہ اس کا جواب ہوگا کہ تعلیم کا فروغ۔ تعلیم کی مدد سے جہالت کو دور کیا جاسکتا ہے۔ اچھے اور برے کی تمیز کی جاسکتی ہے۔ انسانیت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ خود غرضی، مطلب پرستی اور عناد و دشمنی کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی کہتا ہے کہ اصلاح معاشرہ کے لئے معاشرہ کے اندر لوگوں کا تعلیم کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہونا اسی قدر ضروری ہے جس قدر انسانی جسم کے لئے روح، اگر معاشرہ میں تعلیم نہیں تو پھر اصلاح معاشرہ کی تمام کوششیں بے سود اور بے کار ثابت ہوں گی۔ عہد رسالت کی خواتین نے اس حقیقت پر آگاہی حاصل کی اور تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔ پند و نصائح اور وعظ و اصلاح کے پروگراموں اور مجلسوں میں شرکت کی بلکہ صحابیات نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم کے مزید مواقع کا مطالبہ کیا۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی احادیث سے مرد حضرات زیادہ استفادہ کرتے ہیں۔ لہذا، آپ اپنی جانب سے ہمارے لئے ایک دن مقرر کردیجئے جس دن ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ ہمیں وہ علم سکھائیں جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں دن فلاں جگہ تم لوگ یکجا ہوجایا کرو۔ لہذا، خواتین جمع ہوئیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو وہ علم سکھایا جو اللہ نے آپ کو سکھایا تھا۔ پھر آپ نے کہا کہ تم میں سے جس خاتون کے تین بچے اس کی زندگی ہی میں فوت ہوجائیں، یہ بچے اس کے لئے جہنم کی آگ سے بچاو کا ذریعہ ہوں گے۔ ایک خاتون نے پوچھا: اگر دو بچے فوت ہوتے ہیں تو؟ خاتون نے یہ بات دو مرتبہ پوچھی، آپ نے فرمایا کہ ہاں دو بھی، دو بھی، دو بھی۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

یہ تو دینی تعلیم کو حاصل کرنے کے صحابیات کی تڑپ کی مثال ہوئی، آپ کو احادیث کی کتابوں میں جا بجا اس بات کی مثالیں مل جائیں گی کہ صحابیات نے طلب علم کی راہ میں شرم کو کبھی آڑ نہیں آنے دیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اسماء بنت شکل رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے غسل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ان سے کہا کہ تم پانی اور کپڑا لو، پھر سر پر پانی ڈالو اور سر کو خوب اچھی

طرح سے رگڑو، یہاں تک کہ پانی بال کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھرتم اپنے اوپر پانی ڈالو،اس کے بعد ایک معطر روئی کاٹکڑا لے کراس سے صاف کرلو، اسماء رضی اللہ عنہا نے پوچھا:اس سے کس طرح پاکی وصفائی کی جائے گی؟ آپ نے فرمایا:سبحان اللہ،تم اس سے پاکی وصفائی کرلو، پھرام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے رازدارانہ طور پر بتایا کہ تم خون کا نشان دیکھ کراس سے پاکی وصفائی کرلو............عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انصاری عورتیں کتنی ہی اچھی ہیں، دین کا علم حاصل کرنے میں وہ شرماتی نہیں ہیں۔(صحیح مسلم)

صحابیات نے اصلاح معاشرہ کے لئے سب سے زیادہ ضروری کام یہ انجام دیا کہ انہوں نے بہت ہی اچھے انداز،عمدہ طرز اور بہتر طریقے پر اپنی اولادوں کی تربیت فرمائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان عظیم ماؤں کے بطن سے عبداللہ بن زبیر،عبداللہ بن عباس،عبداللہ بن عمر،عبداللہ بن عمرو بن عاص، زید بن ارقم،حسین بن علی،حسن بن علی اورعبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے جیالوں نے جنم لیا اور جس سوسائٹی میں ایسے ایسے آفتاب وماہتاب بستے ہوں، بھلا وہاں کوئی برائی کیوں کر پاؤں پسار سکتی ہے۔تربیت کے اہتمام کے تعلق سے صحابیات رضی اللہ عنہن اجمعین کا جذبہ دیکھنا ہوتو آپ انس رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کے بارے میں پڑھئے کہ انس رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوتی ہے وہ انہیں لےکر دربار رسالت میں پہنچتی ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔نیز بہت سارے واقعات میں وارد ہے کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا تو ان کی مائیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتی تھیں تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان بچوں کی تحنیک فرمادیا کریں۔اسی طرح سے ام سلیم کا واقعہ بہت ہی دردناک ہے کہ بچہ بیمار ہوتا ہے۔اسی حالت میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لے جاتے ہیں۔شام میں گھر واپس آتے ہیں۔ام سلیم سے پوچھتے ہیں کہ بچے کی کیا حالت ہے؟ زیرک بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا جواب دیتی ہیں کہ پہلے سے زیادہ پرسکون ہے۔اس کے بعد وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رات کا کھانا پیش کرتی ہیں جسے آپ پیٹ بھرکر کھالیتے ہیں، پھرام سلیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بچے کو دفن کردیجئے کیونکہ بچہ قضائے الٰہی کو لبیک کہہ چکا ہے......(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

کیا اس سے بڑی اصلاح معاشرہ کی کوئی دلیل مل سکتی ہے کہ صرف اور صرف شوہر کو خوش رکھنے کے لئے انہیں شکم سیر کرکے پہلے کھانا کھلاتی ہیں اور پھر پرسکون انداز میں بچے کی وفات کی خبر سناتی ہیں۔اس میں واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ صحابیات نے اصلاح معاشرہ کو ہمیشہ مطمح نظر رکھا ہے اور اس کی روشنی میں مختلف اختلافی مسائل کا حل پیش کیا ہے۔

صحابیات کی زندگی کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو حتی المقدور ادا کیا اوراس تعلق سے کسی ملامت گر کی ملامت کا ہرگز خیال نہیں کیا اور برائیوں، بے حیائیوں اور فحاشیوں پر کبھی سکوت نہیں کیا۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت دیکھیں، قطع نظر اس کے کہ ان کا موقف صحیح تھا یا غلط، وہ اپنے موقف کے دفاع میں قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے انتقام لینے کے لئے خلیفہ وقت کے سامنے کھڑی ہوگئیں۔جنگ جمل کی روداد پڑھ جایئے، اس کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دوسری لخت جگر ذات النطاقین اسماء رضی اللہ عنہا نے حجاج بن یوسف جیسے خونخوار اور بارعب انسان کے سامنے حق گوئی سے پرہیز نہیں کیا اوراس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کیں۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا کا قصہ یاد کیجئے کہ جب وہ حلقہ بگوش اسلام ہوجاتی ہیں تو اپنے صاحبزادے پر اسلام پیش کرتی ہیں۔باپ مالک بن نضر ایک طرف بیٹے کو اسلام سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے لیکن ماں کی باتوں کو مان کر انس بن مالک رضی اللہ عنہ مذہب اسلام کو اپنالیتے ہیں۔(الطبقات الکبری ۸/۴۲۵)

ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے انس کے بعد اپنے شوہر مالک بن نضر کو بھی اسلام کی دعوت دیتی ہیں لیکن وہ اسلام قبول نہیں کرتا ہے اور ملک شام جاتا ہے اور کفر کی حالت میں وہاں وفات پاتا ہے۔(الاستیعاب فی معرفة الاستیعاب ۴/۱۹۴۰)

یہ تغییر منکر اور بھلائی کا حکم یہیں تک موقوف نہیں تھا بلکہ نجی زندگی میں بھی جب صحابیات شرعی امور کی مخالفت دیکھتیں تو برملا اس تعلق سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی وضاحت کیا کرتی تھیں۔بدیہ رضی اللہ عنہا کی مشہور حدیث ہے کہ ایک دفعہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی کے پاس گئی، دیکھا کہ دونوں کے بستر الگ الگ لگے ہوئے تھے، میں نے اسے دیکھ کر سمجھ لیا کہ شاید ان کے بیچ قطع کلامی ہوچکی ہے۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اہلیہ سے اس بابت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ماہواری سے ہیں، اس وجہ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنا بستر الگ کرلیا ہے۔نیز یہ بھی بتایا کہ جب بھی انہیں حیض آتا ہے تو وہ یونہی کرلیتے ہیں۔بدیہ کہتی ہیں کہ میں ام میمونہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پورا قصہ بیان کیا تو انہوں نے مجھے عبداللہ بن عباس کے پاس یہ کہنے کے لئے بھیجا کہ کیا وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عدولی کررہے ہیں؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں بھی اپنی زوجات کے ساتھ سوتے تھے اوران کے اور آپ کی بیویوں کے درمیان گھٹنوں سے نیچے کپڑے نہیں ہوتے تھے۔(مسند احمد ۶/۳۳۳، شیخ احمد عبدالرحمٰن بنا نے بلوغ الأمانی ۲/۱۶۱ میں اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر صحابیہ نے داعیہ بن کر زندگی گزاری اور خلاف شرع امور پر سکوت کو گوارہ نہیں کیا، اسی لئے شائستہ انداز میں اور شرعی اصولوں کے موافق اس کی اصلاح کی کوششیں بھی کیں اور یہ کوششیں بارآور بھی ہوئیں اور کتب احادیث کے ذخیرے میں ایسے سیکڑوں واقعات ملتے ہیں کہ وضو سے لےکر کھانے پینے، کپڑا پہننے تک کے مسائل میں صحابہ کرام کی مسلم ماؤں، زوجات محترمات، بیٹیوں اور بہنوں نے لوگوں کی رہنمائی کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت پر تنبیہ کی۔عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنی بہن ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا

کے سامنے وضو کرتے ہیں تو وہ انہیں تعلیم دیتی ہیں: "یا عبدالرحمن! أسبغ الوضو فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: ویل للأعقاب من النار" یعنی اے عبدالرحمٰن! اچھی طرح سے وضو کرو، کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ان ایڑیوں کے لئے جہنم کی آگ ہے جو دوران وضو خشک رہ جائیں۔ (صحیح مسلم/240)

ام سلمٰی اور ابورافع رضی اللہ عنہما کا قصہ بھی اس تعلق سے انتہائی دلچسپ ہے۔ ابورافع نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں اور دوران نماز ان کی ہوا خارج ہوجاتی ہے۔ ان کی اہلیہ انہیں وضو کرنے کو کہتی ہے جس پر ابورافع رضی اللہ عنہ انہیں زدوکوب کرتے ہیں۔ ام سلمٰی رضی اللہ عنہا خدمت نبوی میں پہنچ کر ابورافع کی زیادتی کی شکایت کرتی ہے۔ پورا معاملہ سننے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیتے ہیں اور ابورافع رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوکر کہتے ہیں "یا أبا رافع! انها لم تأمرک الا بخیر" یعنی اس نے تو تمہیں بھلی بات کا ہی حکم دیا ہے۔ (مسند احمد ۶/۲۷۲)

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے کسی رشتے دار کو سجدہ کے دوران زمین پر پھونکتے دیکھا تو آپ نے ان پر نکیر فرمائی اور کہا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ایک سیاہ فام غلام کو اس سے منع کرتے ہوئے سنا ہے اور اس موقع سے آپ نے یہ کہا تھا: ترب وجهک یعنی اپنے چہرے کو مٹی سے آلودہ کرو۔ (مسند ابی یعلی/6954)

ایک موقع سے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے چند مسکینوں کو دیکھا کہ وہ گھر کے باہر آکر آواز دے رہے تھے اور گھر والوں سے کچھ نوازنے کا مطالبہ کر رہے تھے، لیکن گھر والوں میں سے کوئی نکل نہیں رہا تھا، جس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے گھر والوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ہمیں اس چیز کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ انہیں کچھ عطا کرو، گرچہ ان کے ہاتھ میں کھجور کا ایک دانہ ہی کیوں نہ رکھو۔ (الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ۴/۱۹۳۹-۱۹۴۰)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسے متبع سنت صحابی نے ایک بار سوچا کہ شادی نہیں کروں گا اور کنوارا ہی رہوں گا۔ اس کی اطلاع ان کی بہن ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی تو انہوں نے اپنے بھائی کو اس خیال سے باز رہنے کی تلقین کی اور انہیں سمجھایا کہ شادی کرو، کیونکہ اگر شادی کے بعد تمہارے بچے ہوں گے تو وہ تمہارے لئے مرنے کے بعد دعائیں کیا کریں گے۔ (ترتیب مسند الامام الشافعی/31)

اس کے علاوہ بھی ان صحابیات کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بے پناہ واقعات ہیں۔ ان پاک باز اور نیک طینت خواتین نے جہاں کسی کو غلطیوں کا ارتکاب کرتے دیکھا، اسے فوراً ٹوکا اور اس میں ادنیٰ تامل نہیں کیا۔ اس کا اثر بھی معاشرہ پر بہت عمدہ ہوا کہ برائیوں کا قلع قمع کرنے اور اچھے عادات و اخلاق کو فروغ دینے میں مدد حاصل ہوئی۔ اس سے سماج و معاشرہ میں امن و امان کا دور دورہ ہوا، چوری اور ڈاکہ زنی جیسے واقعات پر روک لگی اور ان کی نسلوں سے ایسی اولادیں پیدا ہوئیں جن کی بہتری کی گواہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم" کے ذریعہ دی ہے۔

صحابیات رضی اللہ عنہن اجمعین نے معاشرتی کاموں میں بھرپور حصہ لیا اور کسی بھی طرح سے اس میں پیچھے نہیں رہیں۔ چنانچہ انہوں نے مریضوں کی عیادت اور بیمار پرسی کی تو جنازے میں شرکت کے لئے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کی جگہ بھی تبدیل کرائی۔ صحابیات نے وہ تمام کام انجام دیئے جن کی شریعت اجازت دیتی ہے۔ انہوں نے کبھی ان اصولوں اور ضابطوں کو بالائے طاق رکھ کر کوئی کام انجام نہیں دیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مسائل دریافت کئے۔ شوہر کے مال سے بلا اس کے اجازت لینے کا حکم بھی دریافت کیا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی اہلیہ نے اپنی جیب خاص سے اپنے شوہر کو صدقہ کرنے کے بارے میں دریافت کیا۔ زندگی کا کوئی بھی گوشہ امت محمدیہ کی ان ماؤں سے مخفی نہیں رہا، ہر طرف دوررس نگاہوں سے دیکھا، ہر مسئلے میں سوچا اور اس کے بارے میں حکم دریافت کیا۔ پھر جاکر امت محمدیہ کی خواتین کے لئے بلکہ بعد میں آنے والے تمام مسلمانوں کے لئے آئیڈیل اور اسوہ بنیں۔ اصلاح معاشرہ کے تعلق سے صحابیات کی مساعی اور مجہودات، کاوشیں اور محنتیں کبھی بھی فراموش نہیں کی جاسکتی ہیں۔ اپنی نسلوں کی اصلاح سے لے کر امت محمدیہ کی اصلاح تک کا کام ان خواتین نے انجام دیا، جس کے امت محمدیہ پر اس قدر بہتر اثرات مرتب ہوئے کہ امام المعبرین محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی بیٹیوں نے روایت حدیث میں امتیازی شان حاصل کیا، خواتین کی تعلیم کا اہتمام شریعت محمدیہ کی آمد کے اول روز سے تھا تبھی تو اس کثرت سے محدثات و عالمات و فاضلات پیدا ہوئیں کہ ان کی خدمات کو مستقل تالیفات کے ذریعہ داد تحسین دیا گیا جن میں تراجم المحدثات من التابعیات ومرویاتهن فی الکتب الستة لعالیة عبدالله محمد بالطو اور جهود المرأة الدمشقیة فی روایة الحدیث الشریف للدکتور محمد بن عزوز، اہم اور قابل ذکر ہیں۔

بہرحال، صحابیات رضی اللہ عنہن اجمعین نے اصلاح معاشرہ کے باب میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں اور یہ تمام خدمات تاریخ کی کتابوں میں سنہرے حروف میں لکھی ہوئی ہیں۔ صحابیات نے اسوہ اور آئیڈیل بن کر آنے والی نسلوں کے سامنے عملی نمونہ پیش کیا ہے تاکہ وہ ان کی نقش قدم کی اتباع کرکے اور ان کے خوشہ چیں بن کر فوز و فلاح اور ابدی کامرانی سے ہمکنار ہوسکیں۔ اخیر میں دعا ہے کہ بار الہا! تو اس مقدس اور بابرکت جماعت پر رحمتوں کی برکھا نازل فرما، انہیں ان کی کوششوں کا بہترین ثمرہ عطا کر، ان پاک طینت خواتین کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرما اور ہم تمام لوگوں کو ان کے نقش پا کی پیروی کرنے، ان کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق چلنے اور ان کی تعلیمات کی پابندی کرنے کی توفیق ارزانی فرما۔ آمین یا رب العالمین۔ ☆☆☆

# مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

(۱)

## صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی کے سابق ناظم جناب ابورائد مہتاب کے انتقال پرتعزیتی پیغام

دہلی: ۲۹ر نومبر ۲۰۱۸ء: مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند سے جاری اخباری بیان کے مطابق صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی کے سابق ناظم جناب ابو رائد مہتاب صاحب کا طویل علالت کے بعد آج دو پہر اپولو اسپتال میں بعمر تقریباً ۶۰ سال انتقال ہوگیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون

جناب مہتاب صاحب جماعت و جمعیت کے کاموں سے دلچسپی رکھتے تھے اور سوشل کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔آپ اہل حدیث وقف بورڈ پھاٹک حبش خان کے شعبہ بیت المال کے نگراں بھی رہے۔پسماندگان میں بیوہ اور ایک صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی ودیگر ذمہ داران وکارکنان نے ان کی موت پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے۔اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ بارالہ ان کی مغفرت فرما، ان کو جنت الفردوس کا مکین بنا اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخش۔آمین

(۲)

## معروف عالم دین وممبر پارلیامنٹ مولانا اسرارالحق قاسمی کے انتقال پرمرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی کا تعزیتی پیغام

دہلی: ۷ دسمبر ۲۰۱۸ء: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے معروف عالم دین، مشہور سیاسی وسماجی رہنما، رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ ورکن پارلیامنٹ مولانا اسرارالحق قاسمی کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کی موت ملک وملت کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ مولانا اسرارالحق قاسمی کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا وہ بیک وقت بڑے خطیب، کالم نویس، مدبر، منتظم، متعدد دینی وتعلیمی اداروں کے سرپرست اور قومی وملی رہنما تھے اور اپنی تقریروں اور تحریروں میں قومی وملی اور دینی مسائل پر متوازن رائے کا اظہار کرتے تھے۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ مولانا ایک باکردار، صاحب اخلاق اور وسیع الفکر عالم دین تھے۔اور ہر مکتبہ فکر میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔نامساعد حالات میں کسی تصادم کے بغیر اپنی راہ کیسے نکالی جاتی ہے مولانا اس کے طریقہ سے واقف تھے۔اللہ تعالیٰ مولانا کی مغفرت فرمائے، ان کی خدمات کو قبول کرے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور ملک وملت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔آمین ☆☆

**اجلاس عام اختتام پذیر**: آج بتاریخ ۲ر دسمبر ۲۰۱۸ء بروز اتوار بعد نماز مغرب مسجد اہل حدیث گلی نمبر ۱۸ احمد نگر کانچ کا پل میرٹھ میں زیر صدارت فضیلۃ الشیخ محمد ہارون سنابلی ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ایک اجلاس عام منعقد ہوا جس میں علماء کرام نے مختلف موضوعات پر خطاب فرمایا مولانا محمد عامر ریاضی نے ایمان کی فضیلت اوراس کی اقسام پر روشنی ڈالی، مولانا محمد امر اللہ فیضی نے ''غیبت کی برائی اوراس کے برے اثرات'' پر روشنی ڈالی، مولانا محمد نعیم مبارک پوری نے ''اصلاح معاشرہ'' کے عنوان پر خطاب فرمایا، مولانا حافظ عبدالقدیر صاحب نے ''نماز کی اہمیت'' پر روشنی ڈالی اخیر میں صدارتی خطاب کرتے ہوئے ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ''محبت رسول'' کے عنوان سے دل پذیر خطاب فرمایا مولانا محمد ہارون سنابلی نے فرمایا رسول اللہ ﷺ سے سچی اور حقیقی محبت یہ ہے کہ آپ کی سنتوں سے محبت کی جائے اسی سنت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ نکاح شادی بیاہ بھی رسول اللہ کی سنت ہے اس کے لیے ہمیں رسول اللہ کی شادیاں آپ کی بچیوں کی شادیاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شادیاں اپنے سامنے رکھنا چاہیے ناظم عمومی نے بہت ساری مثالیں پیش کیں جس کو سن کر سامعین کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں پروگرام میں میرٹھ شہر کے مختلف علاقوں سے افراد جماعت نے شرکت فرمائی خندق بازار ،شکور نگر، کریم نگر، ڈھوائی نگر، ثمر کالونی، ذاکر کالونی، شاہ جہاں کالونی، شاہ پیر گیت شوہراب اوراس کے علاوہ مختلف علاقوں سے افراد جماعت نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔(محمد عامر ریاضی امام وخطیب مسجد اہل حدیث احمد نگر میرٹھ مغربی یوپی)

## جماعتی خبریں

**یک روزہ اجلاس عام**: جامعہ دارالعلوم الاصلاحیہ ایم بی ایس چوک سات ماڑی اتر دیناج مغربی بنگال میں ایک روزہ اجلاس عام جس میں مہمان خصوصی مولانا مزمل الحق ابوالحسن المدنی نے صدارت فرمائی مولانا نورالاسلام رحیمی نے ''فکر آخرت'' کے عنوان پر گفتگو کی۔ مولانا عزیزالرحمٰن بخاری نے ''تعلیم کی اہمیت اور فضیلت'' پر روشنی ڈالی۔مولانا ابوعبیدہ صاحب نے ''معاشرے میں پھیلی برائیوں جیسے جھوٹ چغلی زنا نشا شراب وغیرہ کے عنوان پر خطاب فرمایا۔مولانا عبدالحنان صاحب نے نظامت کے فرائض انجام دیئے اخیر میں مولانا محمد ہارون سنابلی ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ''مدارس اسلامیہ کی اہمیت اور ضرورت'' پر روشنی ڈالی مولانا نے کہا کہ مدارس اسلامیہ میں امن وامان اور بھائی چارگی کی تعلیم دی جاتی ہے وطن سے محبت کا پاٹھ پڑھایا جاتا ہے ،دہشت گردی کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، دہشت گردی کا کوئی دھرم نہیں، مولانا نے مزید کہا کہ آج ہمیں قرآن مجید اور سیرت النبی کا گہرائی سے مطالعہ کرنا چاہیے پروگرام میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔(عبدالحنان خوش محمد محمدی ناظم جامعہ دارالعلوم الاصلاحیہ سات ماڑی اتر دیناج مغربی بنگال)

**پندرھویں ایک روزہ اصلاح معاشرہ کانفرنس اختتام پذیر**: ضلعی جمعیت اہل حدیث صاحب گنج، جھارکھنڈ کبھی تربیتی پروگراموں کے ذریعہ تو کبھی اشتہار، پمفلٹ اور سالانہ اجلاس کے ذریعہ اپنی تبلیغی واصلاحی فرائض مؤثر طریقے سے انجام دیتی آرہی ہے۔پچھلے سالوں کی طرح امسال بھی ۱۹ر نومبر ۲۰۱۸ء بروز سوموار کو شریکنڈ ہائی اسکول میدان گمانی میں ضلعی جمعیت اہل حدیث صاحب گنج کی پندرہویں ایک روزہ ضلعی کانفرنس اصلاح معاشرہ کے موضوع پر زیر صدارت فضیلۃ الشیخ جناب عبدالعزیز حقانی شیخ الحدیث جامعہ اصلاح المؤمنین برہیٹ اور امیر ضلعی جمعیت

اہل حدیث صاحب گنج منعقد ہوئی جس میں مقررین نے مقررہ موضوع پر تقریریں کیں اس اجلاس کے مقرر خصوصی شیخ جرجیس انصاری حفظہ اللہ نے ''محاسن اسلام'' کے موضوع پر پر مغز و مدلل تقریر کی جبکہ شیخ ابن ادریس برہم پوری نے ''مروجہ نکاح اور شرعی نکاح'' کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے نکاح میں ناجائز اور ممنوعہ امور سے اجتناب کرنے کی تلقین کی، شیخ مختار حسین مالدہی نے ''اصلاح معاشرہ میں علماء کرام کا کردار'' کے موضوع پر، شیخ اسلم کمال مدنی نائب مدیر مرکز السلام التعلیمی شریکنڈ نے ''عقیدہ کی اہمیت اور ضرورت'' پر مدلل اور مؤثر انداز میں تقریر کی پھر شیخ شمس الضحیٰ سلفی بیر بھومی نے ''تحریک آزادی میں علماء اہل حدیث کا کردار'' کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے علماء صادق پور اور تحریک شہیدین کی قربانیوں کا ذکر کیا، اس کے بعد امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ نے ''موجودہ دور میں مسلمانوں کا کردار'' کے موضوع پر بہترین انداز میں اپنے موضوع کو واضح کیا، شیخ عقیل اختر یوسف مکی ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ نے ''نیت کی اہمیت'' بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اس لئے جو بھی کام کریں سب سے پہلے ہم کو نیت درست کر لینا چاہیے۔ شیخ اشرف الحق رحمانی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ سلفیہ عبداللہ پور نے ''اصلاح معاشرہ'' کے موضوع پر مؤثر انداز میں سامعین کو خطاب کیا، شیخ ابوالکلام دیناج پوری نے ''اکل حلال'' کے موضوع پر تقریر کی اور راقم الحروف نے جمعیت کے مقاصد وفوائد سے سامعین کو مطلع کیا۔ واضح رہے کہ اس کانفرنس کی نظامت کے فرائض شیخ شمس الحق سلفی نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ نے انجام دیئے انہوں نے فرمایا کہ جماعتی زندگی گذارنا ضروری ہے اس لئے ہر ایک کو چاہیے کہ جمعیت اہل حدیث سے منسلک ہوکر اتحاد واتفاق کے ساتھ دینی خدمات انجام دیں اخیر میں دعائیہ کلمات کے ذریعہ اجلاس کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اس کانفرنس کو قبول فرمائے اور اس کے جملہ معاونین واراکین وعہدے داران کے لئے اسے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین (ابوطاہر بن عزیز الرحمٰن السّلفی ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث صاحب گنج جھارکھنڈ)

**وفات حسرت آیات**: یہ خبر نہایت ہی افسوس اور غم واندوہ کے ساتھ سنی جائے گی کہ حافظ انوار الحق صاحب برندابن مغربی چمپارن، بہار کا مورخہ ۴/دسمبر ۲۰۱۸ء کو انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حافظ صاحب کتاب وسنت کے بڑے شیدائی، نہایت متشرع، فرائض وسنن اور نوافل کے پابند، شرک وبدعات سے بیزار اور لوگوں کی اصلاح کے بڑے متمنی رہتے تھے۔ وہ قابل رشک حافظ قرآن کریم تھے اور دینی، ملی اور جماعتی غیرت وحمیت کے نمونہ تھے اور بچپن ہی سے کسی بھی طرح کی غلط گفتگو اور مجالس سے کوسوں دور رہتے تھے۔ آپ نے حفظ قرآن کریم کے لیے شمالی ہند کی معروف ومشہور درسگاہ مدرسہ اسلامیہ قرآنیہ سمرا، مغربی چمپارن سے حفظ قرآن کریم مکمل کیا، تھوڑے دنوں تک دارالعلوم دیوبند سے بھی کسب فیض کیا۔ پھر عصری تعلیم حاصل کرنے کے بعد رانچی سے عملی زندگی کا آغاز کیا۔ عراق، کویت، اور سعودی عرب میں لمبی مدت تک رہے۔ بہت دنوں تک مکہ مکرمہ میں قیام رہا اور حرم مکی کے شعبہ الکٹرک سے آپ وابستہ رہے۔ آپ جہاں اپنے فن کے ماہر تھے وہیں ڈیوٹی کے بھی بڑے پابند تھے۔ چونکہ حافظ قرآن تھے، علماء ومشائخ سے ہمیشہ رابطہ میں رہتے تھے اور دینی معلومات بھی اچھی رکھتے تھے اس لیے درس کا سلسلہ بھی جاری تھا اور اہم مسائل میں خود اس حقیر سے بھی باوجود تفاوت سن وسال اور فضل وکمال کے استفسار فرماتے رہتے تھے۔ تقریبا دو ماہ قبل مکہ مکرمہ میں مرض یرقان کے شکار ہوگئے لیکن حرم مکی کی ڈیوٹی میں فرق نہیں آنے دیا اور بالآخر یہ مرض جان لیوا ثابت ہوا۔ حیلہ روزی بہانہ موت کے تحت مرض بڑھتا گیا اور اخیر میں ڈاکٹروں نے کینسر ڈکلیر کردیا۔ آناً فاناً ہندوستان تشریف لائے اور متعدد معالجین کی طرف رجوع کرنے کے بعد ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا والد محترم حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے بنفس نفیس ڈاکٹروں کی خدمت میں حاضر ہوکر علاج ومعالجہ کی ہر ممکن کوشش کی لیکن وہی ہوا جو اللہ کو منظور تھا اور بالآخر مورخہ ۴/دسمبر ۲۰۱۸ء کو شب کے دو بجے چمپارن میں بعمر ۶۵ سال داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور اگلے دن آبائی قبرستان برندابن مغربی چمپارن میں تدفین عمل میں آئی۔ معروف عالم دین محترم جناب مولانا محمد علی مدنی صاحب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار نے نماز جنازہ پڑھائی۔ پسماندگان میں بیوہ، چار بیٹے سراج انور، اعجاز انور، معراج انور وغیرہ اور دو بیٹیاں صبیحہ وغیرہ ہیں۔ بڑے بیٹے سراج انور حافظ قرآن اور باضابطہ عالم دین ہیں۔ دوسرے بیٹے اعجاز انور شمالی ہند کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج، الہ آباد یوپی سے فارغ التحصیل ہیں اور تیسرے بیٹے معراج انور بھی اپنے فن کے ماہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس میں کامکیں بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (شریک غم محمد اظہر مدنی، صدر جامعہ ابوبکر صدیق الاسلامیہ، برندابن، مغربی چمپارن، بہار)

**الحاج قمر الدین صاحب نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی کو صدمہ**: نہایت غم وافسوس کے ساتھ یہ خبر سنی جائے گی کہ صوبائی جمعیت اہلحدیث دہلی کے نائب امیر الحاج قمر الدین کے جواں سال بڑے بیٹے محمد خالد صاحب کا مورخہ ۸/دسمبر ۲۰۱۸ء کو ہارٹ اٹیک کے سبب بعمر ۴۵/سال انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف بااخلاق اور صوم وصلوۃ کے پابند تھے اور سماجی ودینی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ اور لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ وہ امن ایکشن سوسائٹی دہلی کے صدر بھی تھے۔ جواں سال بیٹے کی ناگہانی موت سے حاجی صاحب کا حزین وملول ہونا فطری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے خاندان کو صبر وسلوان عطا کرے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران خصوصا امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ، ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی حفظہ اللہ، ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز صاحب وجملہ کارکنان ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اگلے دن امیر محترم نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ جنازے میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکنان بھی شریک تھے۔ پسماندگان میں والدین، بیوہ، تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں، بڑی صاحبزادی کی شادی ہوچکی ہے۔ احباب وعامۃ المسلمین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کامکین بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین (ادارہ)

**ایک صدمۂ جانکاہ**: پورے ملک کے اخوان دینی کو یہ غمناک خبر دے رہا ہوں کہ ۱۲/اگست ۲۰۱۸ء کو دوشنبہ کی صبح میں اذان فجر سے ۱۵ منٹ قبل میری اہلیہ کا انتقال ہوا۔ وہ انتہائی ظاہری وباطنی خوبیوں کی مالک تھیں، بڑی مہمان نواز وغریب پرور تھیں، ان کا انتقال ہارٹ اٹیک سے ہوا، جسد خاکی کو بذریعہ ایمولینس سدھارتھ نگر لے جایا گا ۱۳/اگست ۲۰۱۸ء کو تجہیز وتکفین عمل میں آئی، پسماندگان میں راقم سطور، چار بیٹے، ۳ بیٹیاں اور پوتوں وپوتیوں، نواسوں اور نواسیوں سے بھرا پرا کنبہ ہے، اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے آمین نیز ہم پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین پورے ملک کے احباب جماعت سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔ (طالب دعا: ابوالکلام احمد، صدر اسلامی مرکز دہلی 9818196773)

(مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر، ناظم عمومی، ناظم مالیات اور جملہ ذمہ داران و کارکنان نے مذکورہ مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا ہے)

☆☆☆